ماہنامہ کتاب

MONTHLY KITAB

اگست 2021ء

"ہمارا خواب، ہر ہاتھ میں کتاب"

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

نیشنل بک فاؤنڈیشن
اسلام آباد

Books at your door step

وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت
حکومتِ پاکستان

قومی وعلمی سیمینار''قومی بیانیے اوراُن کی اہمیت''میں این بی ایف کے مینیجنگ ڈائریکٹرڈاکٹرراجہ مظہرحمید خطاب کررہے ہیں
جبکہ اسٹیج پرمہمانانِ خصوصی ڈاکٹرقبلہ ایاز،ڈاکٹرمحمد ضیاء الحق اور جناب محبوب ظفر موجود ہیں۔

قومی وعلمی سیمینار''قومی بیانیے اوراُن کی اہمیت''میں علم وادب سے متعلقہ خواتین وحضرات کی شرکت

National Book Foundation

Monthly **Kitab**

ماہنامہ کتاب

People die, but books never die

اگست 2021ء

سرپرستِ اعلیٰ	ڈاکٹر راجہ مظہر حمید
مدیرِ اعلیٰ	امجد علی
مدیرِ منتظم	منصور احمد
مدیر	سلیم اختر
کمپوزنگ/لے آؤٹ	محمد شاہد دھریجہ
کوڈ نمبر	GNU-555
تعداد:	200
مطبع	نسٹ پریس، اسلام آباد

6۔ماؤ واریا، تعلیمی چوک، G-8/4، پوسٹ بکس نمبر 1169، اسلام آباد

فون: 9261285، 051-2255572 فیکس نمبر: 051-2264283

ای میل: monthlykitab@gmail.com

ویب سائٹ www.nbf.org.pk

برانچیں / بک شاپس

1 **اسلام آباد:** 6۔ماؤ واریا، تعلیمی چوک، G-8/4، اسلام آباد فون: 051-9261125

2 **این بی ایف بک شاپ** ''شہرِ کتاب'' ایف سیون مرکز، جناح سپر مارکیٹ، اسلام آباد
فون: 051-2653677

3 **لاہور:** 45-C، سِوک سنٹر، بالمقابل ٹیلی فون ایکسچینج مصطفیٰ ٹاؤن، لاہور
فون: 0323-5061323

4 **ٹریولرز بک کلب/شاپ:** علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ، لاہور
فون: 042-37740961

5 **واہ کینٹ:** این بی ایف بک شاپ، سنٹرل لائبریری عمارت واہ کینٹ (Premises) فون: 1-9314004

6 **فیصل آباد:** شاپ نمبر 10، ہاشمی ہال شاپنگ سنٹر، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد فون: 041-2648179

7 **ملتان:** شاپ نمبر 6-5-4، ایم۔ڈی۔اے روڈ، نزد آرٹ کونسل، ملتان فون: 061-9201281

8 **پشاور:** پلاٹ نمبر 37-36، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور
فون: 091-9217273 فیکس نمبر: 091-9217273

9 **ایبٹ آباد:** فرسٹ فلور، پبلک لائبریری، جلال بابا آڈیٹوریم، ایبٹ آباد فون: 0992-9310291

10 **ڈیرہ اسمٰعیل خان:** این بی ایف بک شاپ، گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری اسکول نمبر 2، سرکلر روڈ، ڈی آئی خان
فون: 0336-7221016

11 **کراچی:** این بی ایف، بریل کمپلیکس بلڈنگ، نزد پی ٹی وی اسٹیشن، اسٹیڈیم روڈ کراچی
فون: 021-99231762 فیکس نمبر: 021-99231089

12 **ٹریولرز بک کلب/شاپ:** ڈومیسٹک ڈیپارچر لاؤنج، جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ، کراچی

13 فون: 021-99248432

14 **سکھر:** پبلک لائبریری، اولڈ سکھر فون: 071-9310892

15 **حیدرآباد:** این بی ایف بک شاپ، اولڈ کیمپس، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد
فون: 022-9200251، 0347-3201467

16 **خیرپور:** این بی ایف بک شاپ، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور فون: 0304-3762791

17 **لاڑکانہ:** این بی ایف بک شاپ، شہید محترمہ بےنظیر بھٹو میڈیکل یونیورسٹی، لاڑکانہ
فون: 074-9410229

18 **کوئٹہ:** مکان نمبر 9/9-3، ناتھا سنگھ سٹریٹ، کوئٹہ فون: 081-9201570 فیکس: 081-9201869

نیشنل بک فاؤنڈیشن جہاں علم و ادب، فلسفہ، سائنس، اسلامی علوم، اخلاقیات، تحقیق وتنقید، مفید اور معلوماتی کتابیں شائع کر رہا ہے وہیں درسی کتب کی اشاعت کے بعد تقسیم بھی مکمل کر چکا ہے۔ یہ تمام کتابیں نیشنل بک فاؤنڈیشن نے فیڈرل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن (FDE)، فیڈرل گورنمنٹ ایجوکیشن انسٹی ٹیوشن، کینٹ اینڈ گیریژن، اوورسیز پاکستانیز فاؤنڈیشن (OPF) بحریہ فاؤنڈیشن اسکول اینڈ کالجز، آرمی پبلک اسکول اور وہ تمام تعلیمی ادارے جو فیڈرل بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سکنڈری ایجوکیشن اسلام آباد سے منسلک ہیں ان کی ڈیمانڈ کے مطابق کتب کی سپلائی کر دی گئی ہے۔

علاوہ ازیں یکساں قومی نصاب 2020ء کے مطابق پرائمر سے پانچویں جماعت تک 30 ٹائٹل شائع کیے گئے ہیں جو کہ نیشنل کریکولم کی طرف سے تیار کیے گئے تھے۔ تعلیمی سال 2006ء اور 2017ء کے کریکولم کے تحت تعلیمی سال 2021-22ء کے لیے چھٹی سے آٹھویں جماعت تک، این بی ایف نے 30 ٹائٹل شائع کیے ہیں جبکہ نویں سے بارہویں تک 33 ٹائٹل شائع ہوئے ہیں۔

بچوں کے نصاب کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ نصابی کتب شائع کرنا اور بروقت رسائی ہمارا اولین فریضہ ہے۔ نصابی کتب کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم وتربیت، کردار سازی، بہتر مستقبل کی تعمیر کے لیے بچوں کا ادب لکھنے والے مصنفین کی بچوں کے لیے سبق آموز، دلچسپ، مفید اور معلوماتی کتب شائع کرنے میں بھی نیشنل بک فاؤنڈیشن اشاعت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن سے شائع ہونے والا ''ماہنامہ'' کتاب علم دوست قارئین ادب، خواتین وحضرات کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ آپ لوگوں کا اپنا رسالہ ہے اور آپ کے لیے ہی ادب اور ادیب، کے حوالے سے کتابوں پر تبصرے، رپورٹس، ادارے کی سرگرمیاں مفید معلوماتی، علمی، ادبی اور شعری تخلیقات شائع کی جاتی ہیں۔ ماہنامہ ''کتاب'' کا تازہ شمارہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اس اُمید کے ساتھ کہ آپ اس سے مستفید ہوں گے۔

ڈاکٹر راجہ مظہر حمید
مینیجنگ ڈائریکٹر

عنوان	مضمون نگار/رپورٹ	صفحہ نمبر
قومی وعلمی سیمینار، قومی بیانیے اور اُن کی اہمیت	ادارہ	03
’’روزنِ دیوارزنداں‘‘ کی تقریب	رپورٹ	04
ارسطو ’’علم ودانش کے معمار‘‘ سے انتخاب	احمد عقیل روبی	05
نیشنل بک فاؤنڈیشن میں تعلیمی سال22-2021ء کے لیے یکساں قومی نصاب	ادارہ	08
محمد عاصم بٹ ’’کافکا کہانیاں‘‘ ایک جائزہ	ادارہ	13
آوارہ گرد......مثالی انسان ’’جینے کی اہمیت‘‘ سے انتخاب	مترجم: مختار صدیقی	14
افسانہ: ’’ٹوبہ ٹیک سنگھ‘‘	سعادت حسن منٹو	16
’’بہتر نشتر‘‘ این بی ایف کی منفرد کاوش	تبصرہ: محمد حسین ملک	19
’’اپنا اپنا حصہ‘‘ سے ایک کہانی	حماد الرحمان گورایہ	20
زبان زدِ عام مصرعے اور اشعار	انتخاب: ڈاکٹر بدر منیر	22
اولیاء اور بزرگانِ دین کی حکایات	مترجم: آغا نور محمد پٹھان	23
موصولہ کتب و رسائل	ادارہ	26
Main Features of “Textbook on Mathematics Grade-VIII”		31
English Textbook Grade 8 Review		32

لاہور

45-C، سوک سنٹر، مصطفیٰ ٹاؤن، لاہور

فون: 042-99260013-4 فیکس: 042-99203866

کراچی

بریل کمپلیکس بلڈنگ، نزد پی ٹی وی اسٹیشن، اسٹیڈیم روڈ کراچی

فون: 021-99231762، 021-99231089

پشاور

پلاٹ نمبر 37-36، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور

فون: 091-9217273 فیکس: 091-9217273

کوئٹہ

مکان نمبر 3-9/9، ناتھا سنگھ اسٹریٹ، کوئٹہ

فون: 081-9201570 فیکس: 081-9201869

نیشنل بک فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام ''قومی بیانیے اور اُن کی اہمیت'' کے موضوع پر قومی وعلمی سیمینار

این بی ایف کی جانب سے منعقدہ ''قومی بیانیے اور اُن کی اہمیت'' قومی وعلمی سیمینار کے شرکاء ڈاکٹر راجہ مظہر حمید، جناب حفیظ خان، ڈاکٹر قبلہ ایاز، جناب ادریس آزاد، جناب سلطان محمود غزنوی حالی، جناب محبوب ظفر، جناب سید ابرار حسین اور محترمہ افشاں عباسی کا گروپ فوٹو

نیشنل بک فاؤنڈیشن اور ''پیغام پاکستان'' کے اشتراک سے ایک روزہ قومی وعلمی سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار میں قومی بیانیے کی اہمیت، قومی بیانیے کی تشکیل اور اس پر عمل درآمد کے متعلق ملک کے نامور ادیبوں، دانشوروں اور ماہرینِ تعلیم نے شرکت کی۔ سیمینار کے مہمانِ خصوصی ڈاکٹر قبلہ ایاز چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل تھے جبکہ مہمانانِ اعزاز اور اظہارِ خیال کرنے والوں میں ملک کے نامور اہلِ قلم، ماہرینِ تعلیم اور دانش ور جناب حفیظ خان، ڈاکٹر حمیرا اشفاق، پروفیسر ادریس آزاد، سلطان محمود غزنوی حالی، ڈاکٹر محمد ضیاء الحق، ڈائریکٹر جنرل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسلام آباد اور ڈاکٹر فرخندہ ضیاء منصور وائس پریذیڈنٹ اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد تھے۔ میزبانی کے فرائض محبوب ظفر نے ادا کیے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کے مینیجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر راجہ مظہر حمید نے ابتدائیہ پیش کیا۔ انہوں نے قومی وعلمی سیمینار کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور این بی ایف کے حوالے سے پروگراموں اور کاموں کے بارے میں بتایا۔ ایم ڈی نیشنل بک فاؤنڈیشن نے مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا اور اُن کی آمد کو سیمینار کی کامیابی قرار دیتے ہوئے مہمانانِ گرامی کی خدمات کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے گزشتہ چند ماہ میں دفتر کے انہی لوگوں کی محنت اور کاوشوں سے 2021-2022 کے مالی سال میں کتابوں کی سیل کا ہدف پورا کیا ہے، اب اللہ کے فضل سے ادارہ کامیابی کی طرف رواں دواں ہے۔ ''میرے بچے ہمارے بچے، ہم سب کے بچے'' کے سلوگن کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم نے نصابی کتابیں اعلیٰ معیاری اور سستی چھاپ کر مہیا کی ہیں۔ مہمانِ خصوصی ڈاکٹر قبلہ ایاز نے کہا قومی بیانیہ وطنِ عزیز کے خلاف پھیلائی جانے والی نفرتوں کے ردِعمل کے طور پر آیا۔ اس وقت مذہب کے تصور کو بھی منفی طریقے سے پیش کیا جا رہا تھا۔ قومی بیانیہ ان تمام بیانیوں کا ردعمل ہے۔ قومی بیانیہ ملک میں سلامتی، امن رواداری پیدا کرنے کے لیے ہے اس پر تمام مکاتیبِ فکر بھی متفق ہیں۔ حفیظ خان نے کہا کہ ہمیں پاکستان کے قومی بیانیے کے ذریعے اپنی نسل کو ان کی شناخت کا شعور دیتا ہے جو ہمارے ہاں بہت کمی ہے۔ ہمیں پاکستان ایک ویلفیئر سٹیٹ بنانے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر حمیرا اشفاق نے قومی تعمیر میں مصنفین کا کردار کے موضوع پر معلوماتی اور تاثراتی مقالہ پڑھا۔ انہوں نے کہا کہ بیانیہ کو پُرتاثیر بنانے کے لیے ہمیں عملی طور پر اپنانے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق نے ''پیغامِ پاکستان کے بیانیے کی سمت نمائی'' پر بھرپور اور بنیادی امور کی نشاندہی کی اور سیر حاصل گفتگو کی۔ ڈاکٹر ادریس آزاد نے '' فکر اقبال اور آج کا نوجوان'' کے موضوع پر انتہائی پُرتاثیر اور جذبوں کو ضیاء دینے والا مقالہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مایوسی کا دور نہیں امید کا دور ہے۔ وزیرِاعظم پاکستان جناب عمران خان نے اپنے vision سے پاکستان کا وقار اقوامِ عالم میں بلند کیا ہے۔ ہمیں کلامِ اقبال سے نوجوانوں کی سوچ میں نئے چراغ روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر فرخندہ ضیاء منصور نے ''دخترانِ پاکستان کے بیانیے کی سمت نمائی'' اور قومی بیانیہ کی تشکیل پر مشتمل سیر حاصل مضمون پڑھا۔ انہوں نے قومی بیانیے پر خواتین کے کردار پر روشنی ڈالی۔ سلطان محمود غزنوی حالی قومی بیانیے کو ماضی، حال اور مستقبل سے منسلک کرتے ایک معلوماتی گفتگو کی۔ سیمینار میں اہلِ قلم اور سماجی شخصیات نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

''روزنِ دیوارِ زنداں'' کی تقریب میں مینیجنگ ڈائریکٹر این بی ایف ڈاکٹر راجہ مظہر حمید کی بطور مہمانِ خصوصی شرکت

''روزنِ دیوارِ زنداں'' کی تقریب میں اسٹیج پر محترمہ فرخ خان، جناب فرحت اللہ خان بابر، ڈاکٹر یوسف خشک، ڈاکٹر راجہ مظہر حمید، ڈاکٹر مقصود جعفری اور امین کنجاہی موجود ہیں

ڈاکٹر مقصود جعفری ایک ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان خیالات کا اظہار فرحت اللہ بابر سابق سینیٹر نے ادبی وثقافتی تنظیم فن کدہ کے زیر اہتمام اکادمی ادبیات پاکستان کے تعاون سے منعقدہ ڈاکٹر مقصود جعفری کی کتاب ''روزنِ دیوارِ زنداں'' کی تقریب رونمائی میں صدارت کرتے ہوئے کیا۔محترمہ فرخ خان، ممبر قومی اسمبلی، ڈاکٹر یوسف خشک، چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان اور ڈاکٹر راجہ مظہر حمید، مینیجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاؤنڈیشن، مہمانانِ خصوصی تھے۔نظامت امین کنجاہی نے کی۔فرحت اللہ بابر نے کہا کہ میں ڈاکٹر مقصود جعفری کو ان کے شعری مجموعے ''روزنِ دیوارِ زنداں'' کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ڈاکٹر مقصود جعفری ایک دانشور اور ہفت زبان شاعر ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایسے نابغہ روزگار لوگوں کے دور اور ان کی صحبت میں رہ رہے ہیں۔ بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جس کی لوگ دل سے قدر اور احترام کرتے ہیں۔

محترمہ فرخ خان، ممبر قومی اسمبلی، نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری نے بہت سی علمی وادبی شمعیں روشن کیں۔ وہ انقلابی سوچ کے بڑے شاعر ہیں۔ جبر واستبداد کے خلاف انہوں نے شاعری کی صورت میں جہاد کیا۔ اسی طرح اگر اُن کی رومانی شاعری پر نظر ڈالی جائے تو بھی انہوں نے نہایت دل آویز اور خوبصورت شاعری کی ہے۔ڈاکٹر یوسف خشک نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری معاشرے میں لوگوں کی دل آزاری پر خاموش نہیں رہتے اور شاعری کی صورت میں آواز بلند کرتے ہیں۔معاشرے میں طبقاتی ظلم و استحصال کے خلاف انہوں نے شاعری کی صورت میں جدوجہد کی۔انسان اور احترامِ آدمیت اُن کی شاعری کا اہم موضوع ہے۔

ڈاکٹر راجہ مظہر حمید نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری ایک درویش صفت انسان ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔نیشنل بک فاؤنڈیشن کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پڑھنے لکھنے والے لوگوں کے لیے این بی ایف کے دروازے کُھلے ہیں۔مصنفین اپنی اچھی اور معیاری تصانیف این بی ایف کو دیں ہم کوالٹی کا ادب لوگوں تک پہنچائیں گے۔کتاب اور لکھاری کو پروموشن دی جائے گی۔کتاب کی اشاعت Book Evaluation Committee کی منظوری سے کی جائے گی۔

ڈاکٹر مقصود جعفری نے کہا کہ شاعری کا نزول ہوتا ہے، میری شاعری وطن سے محبت، انسان دوستی، معاشرے میں عدل و انصاف، رواداری، امن اور قومی یک جہتی کے لیے ہے۔انہوں نے اکادمی ادبیات پاکستان، فن کدہ پاکستان اور مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا۔عرفان جمیل نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری کی شاعری کا موضوع انسان اور انسانیت ہے۔حسن عباس رضا نے کہا ڈاکٹر مقصود جعفری سے میری پرانی شناسائی ہے۔امریکہ میں بھی ہم ادبی تقاریب اور مشاعروں میں شریک رہتے تھے۔عائشہ مسعود نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری ہمہ جہت تخلیق کار ہیں۔شاہد مسعود نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری ایک شعلہ بیاں مقرر اور خوبصورت شاعر ہیں۔رؤف کیانی نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری ایک جہاں دیدہ دانشور ہیں۔وہ نئے نئے زاویوں سے سوچتے ہیں۔زاہد چغتائی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب جتنے بڑے شاعر ہیں اتنے بڑے فلسفی بھی ہیں۔ڈاکٹر عنبر یاسمین نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری کی شاعری میں لفظ نگینوں کی طرح جڑے ہیں۔فرخ جمال نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری گوناگوں خوبیوں کے مالک ہیں۔شاذیہ اکبر نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری ماضی، حال اور مستقبل کے شاعر ہیں۔مومنہ واصف نے کہا کہ ڈاکٹر مقصود جعفری کی شاعری میں گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے۔انہوں نے متحیر کرنے والی شاعری کی ہے۔

ارسطو

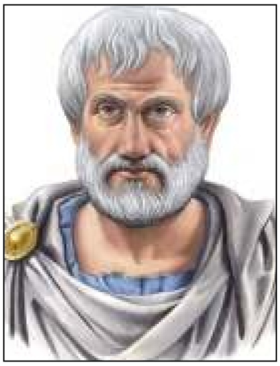

ایتھنز (Athens) سے اگر آپ جنوب کی طرف چلنا شروع کریں تو 200 میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا شہر آتا ہے، جس کا نام کسی زمانے میں سٹاگیریا (Stagiria) تھا۔ ارسطو اسی شہر میں شاہی طبیب نیکو ماکس (Nicomachus) کے گھر پیدا ہوا۔

جڑی بوٹیوں اور دوائیوں کی ملی جلی خوشبوؤں کی فضا میں سانس لینے والا یہ بچہ آگے چل کر بہت بڑا آدمی ثابت ہوا۔ عظمت اور کارکردگی کی اونچی فصیل پر اس نے اپنے نام کی تختی لٹکائی۔ صدیاں گزر گئی ہیں مگر اس تختی پر لکھے اس کے نام کے حروف اب بھی ستاروں کی طرح روشن اور تابندہ ہیں۔ انسانی علم کی وہ کونسی شاخ ہے جس پر اس کے نام کا پھول نہیں مہک رہا۔ فزکس، بیالوجی، زوالوجی، فلسفہ، خطابت، شاعری، تنقید، موسیقی، ڈراما، تھیٹر، اخلاقیات، نفسیات، سیاست، رموزسلطنت، سائنس، جمالیات غرض ”چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستان اسکی“۔

تین چراغ ایک دوسرے سے روشنی لے کر روشن ہوئے اور اب تک روشن ہیں۔ سقراط، افلاطون کا استاد تھا، افلاطون نے یہی علم سقراط سے لے کر ارسطو کو دیا اور پھر تینوں نے یہ علم و ہنر انسانی نسلوں کو منتقل کیا۔ ان کا فیض قیامت تک آنے والی نسلوں میں جاری رہے گا۔

ارسطو کا باپ مقدونیہ کے بادشاہ Amyntas کے دربار سے منسلک تھا Amyntas فلپ کا باپ اور سکندر اعظم کا دادا تھا)۔ ارسطو کی پرورش بڑے شاہانہ انداز میں ہوئی۔ 18 سال کی عمر میں اسے ایتھنز میں افلاطون کی اکیڈمی میں پڑھنے کے لیے بھیجا گیا۔ افلاطون کی تربیت نے اس کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ ارسطو بہت ذہین تھا۔ افلاطون اسے اپنی اکیڈمی کا ”موتی“ کہا کرتا تھا۔ ارسطو کو اپنے استاد کے چند نظریات سے اختلاف بھی تھا، جس کا وہ دبے دبے الفاظ میں کبھی کبھی اظہار بھی کیا کرتا تھا، افلاطون ہنس کر ٹال دیتا تھا۔ افلاطون کا ایک فقرہ تو ایتھنز کی گلیوں میں بہت مشہور بھی ہوا تھا:

”ارسطو وہ بچھڑا ہے جو ماں کا سارا دودھ پی کر ماں کو دولتیاں مار رہا ہے“

واقعہ یوں ہے کہ افلاطون سے ایک بار ایک طالب علم نے ارسطو کی شکایت کی اور کہا کہ ارسطو اس کے کچھ نظریات کا مذاق اڑاتا ہے اور سرعام کہتا ہے:

”افلاطون کے مرنے سے فلسفہ مر نہیں جائے گا“

افلاطون نے شاگرد کی بات سن کر قہقہہ لگایا اور کہا:

”اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں۔ دراصل ارسطو وہ بچھڑا ہے جو ماں کا سارا دودھ پی کر ماں کو دولتیاں مار رہا ہے۔“

بچھڑا ماں کو دولتیاں مارتا رہا۔ ماں ہنس ہنس کر بچھڑے کی دولتیاں برداشت کرتی اور پیار سے دیکھتی رہی۔ ارسطو افلاطون کے پاس 20 سال تک رہا۔ جب 347 قبل مسیح میں افلاطون فوت ہوا تو ارسطو نے اپنے استاد کی قبر کا کتبہ لکھا۔ بعد ازاں وہ اپنے دوست اور افلاطون کے ایک شاگرد ہرمیاس کے پاس ایشیائے کوچک کی ایک ریاست Atarneus چلا گیا۔ ہرمیاس اس ریاست کا بادشاہ تھا۔ یہ وہی ہرمیاس ہے جس نے افلاطون کو اپنے پاس بلایا تھا اور پیش کش کی تھی کہ افلاطون ریاست کو اپنی مثالی ریاست (Republic) کے مطابق چلائے۔

افلاطون وہاں گیا لیکن ناکام واپس لوٹا۔

ارسطو تھیوفراٹس (Theophratus) کے ساتھ جزیرہ Lesbos میں گیا۔ وہاں زوالوجی اور

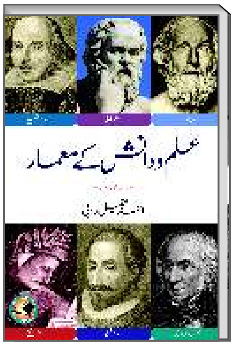

باٹنی کے بے شمار تجزیے کیے۔ واپس آکر ہرمیاس کی بھتیجی پتھیاس (Pythisas) کے ساتھ شادی کی اور ہرمیاس کی موت تک وہاں تجربات میں مشغول رہا اور خوشحال زندگی بسر کرتا رہا۔ 343 قبل مسیح کے ابتدائی دنوں میں اسے مقدونیہ کے بادشاہ فلپ دوئم کی طرف سے ایک خط موصول ہوا۔ خط کی تحریر کچھ یوں تھی۔

”فلپ دوئم کی طرف سے ارسطو کو سلام۔

آپ کی اطلاع کے لیے تحریر ہے کہ دیوتاؤں نے مجھے ایک بیٹا عطا کیا ہے۔ میں دیوتاؤں کا شکرگزار ہوں۔ اس بات پر نہیں کہ مجھے بیٹا عطا ہوا بلکہ اس پر کہ وہ آپ کے زمانے میں پیدا ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ آپکی تربیت اور رہنمائی میں ایک بہتر اور اچھا بادشاہ ثابت ہوگا“۔

ایک فلاسفر کو ایک بادشاہ کا یہ خط فلاسفر کی عظمت کا اعتراف تھا۔ ارسطو نے اس دعوت نامے کو قبول کیا اور فلپ دوئم کے بیٹے سکندر اعظم کا اتالیق بننا منظور کرلیا۔ ارسطو کی عمر اس وقت 30 سال تھی۔

ارسطو چند سال اپنی تجربہ گاہ میں تجربات کرتا رہا اور پھر اسے دربار سے سکندر کی باقاعدہ تربیت کا بلاوا آگیا۔ ارسطو کو سکندر کی پیدائش پر فلپ سے کیا ہوا وعدہ نبھانا پڑا اور وہ مقدونیہ چلا گیا۔ ایک مصنف نے بادشاہ اور فلسفی کے اس بندھن کے بارے میں بڑی اچھی بات کہی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

”اس ملاپ اور بندھن سے دو باتیں سامنے

آئیں۔ بادشاہ کا بیٹا طاقت حاصل کرنا چاہتا تھا اور پوری دنیا کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ فلسفی انسانی دماغ کے سامنے فکر وخیال کی ایک نئی دنیا دریافت کرنا چاہتا تھا۔ دونوں اپنی اپنی آرزوؤں کی تکمیل میں کامیاب رہے۔''

ارسطو نے مقدونیہ جاکر Pellas کے قریب Mifza کے مقام پر اپنا سکول قائم کرلیا اور درختوں کے جھنڈ میں سکندر اور دیگر امیر آدمیوں کے بیٹوں کو تعلیم دینے لگا۔ سب ارسطو کی پتھریلی نشست کے گرد جمع ہوجاتے اور اس کی گفتگو سن کر حیران ہوتے رہتے۔ ارسطو دنیا بھر کے علوم اور مسائل کی گرہیں کھولتا رہتا اور نوجوان مستفید ہوتے رہتے۔ نہ استاد روائتی انداز میں پڑھاتا تھا اور نہ شاگرد روائتی انداز میں پڑھنے کے عادی تھے۔ سکندر استاد کی باتیں سن سن کر بڑا عقل مند ہوگیا تھا اور اپنے فیصلے خود کرنے کا عادی ہوگیا تھا۔

ایک دن ارسطو نے اپنے ایک شاگرد سے پوچھا:

''بادشاہ بننے کے بعد اگر تم کچھ مسائل میں گھر جاؤ اور تخت کو کچھ خطرات کا سامنا درپیش ہو تو تم کیا کروگے۔''

شاگرد نے جواب دیا:

''میں بزرگ اور تجربہ کار درباریوں سے مشورے لے کر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کروں گا۔''

دو ایک شاگردوں نے بھی کچھ ایسے ہی جوابات دیے۔ جب ارسطو نے یہی سوال سکندر سے کیا تو اس نے جوابا کہا:

''میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ نہ ہی کوئی دوسرا آدمی دے سکتا ہے۔ جب ایسا وقت آجائے تو اس سوال کا جواب میں حالات کے مطابق دوں گا۔ پتا نہیں حالات کیا ہوں اور خطرات کیا۔''

ارسطو نے سکندر کو بادشاہی رموز اور درباری صورتحال سے نمٹنے کے گُر سکھائے۔ علم وفلسفے کی مسرت سے اسے آگاہی دی۔ سکندر کے دل میں عظیم یونانی شاعر ہومر (Homer) کی محبت کے بیج بوئے۔ سکندر ساری عمر ہومر کی عظمت کا قائل رہا۔ کہا جاتا ہے کہ سکندر جب بھی کسی فوجی مہم پر جاتا تو ہومر کی دونوں کتابیں (ایلیڈ اور اوڈی سی) بکس میں اپنے ساتھ رکھتا اور اپنی فوجوں کو میدان جنگ میں اسی طرح ترتیب دیتا تھا جس طرح ہومر نے یونانی فوجوں کو ٹرائے کی جنگ میں دکھایا تھا۔

سکندر کے والد فلپ نے ارسطو کی بہت عزت کی۔ سٹا گیریا کا شہر (جو کسی پرانے بادشاہ نے حملہ کرکے برباد کردیا تھا) از سر نو تعمیر کرایا اور وہاں کے لوگوں کو عزت اور خوشحالی کی بے بہا دولت بخشی۔

سکندر جب سکندر اعظم بن گیا تب بھی ارسطو کے احترام میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا:

''میرے باپ نے مجھے زندگی دی ہے لیکن ارسطو نے مجھے اس زندگی کو اچھا اور بہتر بنانے کا فن سکھایا ہے''۔

ارسطو جب اپنی 40 میل لمبی تجربہ گاہ میں جانوروں، مویشیوں ، پرندوں، مچھلیوں اور وحشی جانوروں کی عادات وخصائل پر تجربے کررہا تھا تو سکندر نے دو ہزار آدمیوں کو ارسطو کی حفاظت میں دے دیا تھا تاکہ وہ ارسطو کا ہاتھ بٹا سکیں۔ سکندر نے ارسطو کو بے پناہ دولت اور قیمتی تحائف سے نوازا۔ جس ملک کو فتح کیا، وہاں کے نایاب اور قیمتی مسودے اور کتابیں اکٹھی کرکے ارسطو کی خدمت میں پیش کیں، جن تک رسائی ارسطو کے بس میں نہ تھی۔

جب سکندر ایشیا فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا تو ارسطو ایتھنز چلا آیا اور وہاں اپنا سکول Lyceum قائم کرلیا۔ علم کے پیاسے جوق در جوق اس سکول کی طرف آنے لگے۔ ارسطو نے 12 سال تک Lyceum میں مختلف علوم کی تدریس کا کام جاری رکھا اور وسیع پیمانے پر ایسے مسودے اور مقالے لکھے جو طالب علموں کے لیے بھی مددگار ثابت ہوئے اور اس کے بعد آنے والی نسلوں نے بھی اس سے استفادہ کیا اور آج تک کررہی ہے۔ ان علوم میں

1) Physics,
2) Metaphyscis,
3) Politics,
4) De Anima (on the soul)
5) Poetics

شامل ہیں۔ فزیکل سائنس میں ارسطو نے

1) Anatomy
2) Astronomy
3) Embryology
4) Geography
5) Geology
6) Meteorology
7) Physics
8) Zoology

کے موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ علاوہ ازیں

1) Philosophy
2) Ethics
3) Politics
4) Metaphysics
5) Economics
6) Psychology
7) Theology
8) Rhetoric

پر رسائل اور کتابیں لکھیں۔ ارسطو نے تمام علوم پر مباحث کئے، لیکچر دیئے، مسودات مرتب کیے۔ اس کے علاوہ اس نے رسومات ، ادب اور شاعری پر مقالے بھی لکھے۔ کہا جاتا ہے کہ ارسطو شاید واحد آدمی تھا جس نے ہر وہ علم حاصل کیا جو اس کے عہد میں موجود تھا۔ نہ صرف یہ کہ اس نے اپنے عہد میں جاری اور موجود علم کو حاصل کیا بلکہ اس نے اس علم میں اضافہ کرکے اسے وسیع کیا اور آگے بڑھایا۔

سکندر اعظم اپنی زندگی کے آخری برسوں میں ارسطو کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوگیا تھا۔ اسے یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ شاید ارسطو اس کے مخالف گروپ میں شامل ہوگیا ہے۔ سکندر نے ارسطو کو خطوط لکھ کر اس بات کا اظہار بھی کیا تھا۔ سکندر کے پاس شاید اس کا ثبوت بھی موجود تھا اور وہ ثبوت ارسطو کا بھتیجا کالسیتھینز (Callisthenes) تھا، جسے سکندر نے غداری کے جرم میں موت کی سزا دے دی تھی۔ ایک اڑتی ہوئی خبر یہ بھی تھی کہ سکندر کی موت کے پیچھے ارسطو کا ہاتھ بھی شامل تھا، لیکن اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

سکندر کے خلاف ایک گروپ سرگرم عمل تھا اور اس کی سرگرمیاں سکندر کے مقدونیہ سے غائب رہنے کی وجہ سے اور تیز ہوگئی تھیں۔ یہ گروپ سکندر کی خاص عنایات کی وجہ سے ارسطو کے بھی خلاف تھا۔

سکندر اعظم کی موت کے بعد مقدونیہ اور ایتھنز میں یہ گروہ اور مشتعل ہو گیا۔ ارسطو نے حالات کا جائزہ لیا اور ایتھنز چھوڑ کر اپنی والدہ کے شہر چلا گیا اور جاتے جاتے یہ کہہ گیا:

''میں ایتھنز کے لوگوں کے ہاتھوں فلسفے کو دوبارہ موت کے گھاٹ نہیں اترنے دوں گا۔''

پہلی بار وہ سقراط کے ساتھ یہ سلوک کر چکے تھے۔ ارسطو نے ایتھنز سے بھاگ کر Euboea میں پناہ لی۔ چند روز بیماری میں مبتلا رہا اور 322 قبل مسیح میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے ایک شاگرد کو وصیت کی کہ مجھے میری بیوی کے پہلو میں دفنایا جائے۔

ارسطو کے علمی، تحقیقی اور تجرباتی کارنامے قابل رشک ہیں۔ ارسطو نے 147 تحقیقی مقالے، رسالے یا کتابیں لکھیں۔ جن میں سے صرف 47 اب لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ یوں تو ارسطو کا ہر مقالہ اس کی تحقیقی کارکردگی کی ایک اعلیٰ مثال ہے مگر Metaphysics , on the soul , Topics اور Organon بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ جن میں منطق، بیالوجی اور نفسیات کے بارے میں اس کے خیالات سے زمانہ اب تک مستفیض ہو رہا ہے۔ اس کا رسالہ Poetics دنیائے ادب میں تنقید کی پہلی کتاب ثابت ہوئی۔ جدید زمانے کی تنقید اب تک اسی کے ارد گرد گھوم رہی ہے۔ مشہور انگریز دانشور جان ڈرائیڈن Jhon Dryden نے ارسطو کی عظمت کو ایک فقرے میں یوں قلم بند کیا ہے:

He Made his Torch
Universal Light

ارسطو کی مشعل نے ایسی عالم گیر روشنی کا روپ دھارا کہ صدیوں سے زمانہ اس کے خیالات کی چاندنی میں اپنا راستہ بنا رہا ہے۔

Thompson کہتا ہے:

"For Two Thousand Years and Through out All Lands Men Have Come to Aristotle, and Found in Him Information and Instructions That Which the Desired."

(Lesbos) جزیرے میں ارسطو نے بہت کام کیا۔ انسان کو چھوڑ کر پرندوں، جانوروں اور مچھلیوں پر تجربے کئے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے صرف آدمی کے جسم کو نہیں کھولا ورنہ ہر جانور اور پرندے کے اندرونی حصے کا جائزہ لیا ہے۔ ارسطو کے جانوروں اور پرندوں پر تجربہ بہت کامیاب رہے۔ اس نے

1) History of Animals
2) Generations of Animals.
3) Pars of Animals

لکھ کر آنے والی انسانی نسلوں کے لیے کام بہت آسان کر دیا۔ سمندری جانوروں کی زندگی پر اس کے تجربے بہت کامیاب رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ لکھ کر اپنے وقت سے دو ہزار سال پہلے تحقیق کا ڈول ڈالا۔ انیسویں صدی تک تحقیق اسی کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں چلتی رہی۔ اس نے

1) Cat Fish
2) Electric Fish
3) Torpedo
4) Angler Fish
5) Octopus
6) Sepia (Cuttle Fish)

کے بارے میں بنیادی اطلاعات فراہم کیں اور ان پر تجربے کیے۔ اس کے علاوہ اس نے زندہ رہنے والی اشیا کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا اور Animals with Blood اور Animals without blood کے خانوں میں تقسیم کیا۔ جدید سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ارسطو کے ہاں تحقیق کی کچھ اغلاط پائی جاتی ہیں لیکن اس کی بنیادی تحقیق سے انکار ممکن نہیں۔

عملی فلسفے میں ارسطو کا کام بہت اہم نوعیت کا ہے۔ اس نے آدمی، ریاست اور شعری زندگی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ (Politics) میں وہ ریاست، حکومت، انسان اور معاشرے کے باہمی تعلق پر اپنے خیالات کا کھل کر جائزہ لیتا ہے۔ وہ شہری زندگی اور آدمی کے تعلق کو ایک باہمی اشتراک قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ اشتراکیت ایک نیک عمل کی خاطر ہے تاکہ آدمی اچھی اور بہتر زندگی گزار سکے۔ فرد اور ریاست یا شہر کا یہ اشتراک اچھے کاموں کے لئے ہونا چاہئے۔ صرف اکٹھے اور مل جل کر رہنے کے لئے نہیں۔ یہ معاہدہ عمرانی موت کے خوف سے بھی کیا جاتا ہے اور ریاست سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ شہری یا فرد کی زندگی کی حفاظت کرے۔

افلاطون عورتوں کو مردوں کے برابر درجہ دیتا ہے جبکہ ارسطو کا خیال ہے کہ عورتیں مردوں کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ عورتیں شہری زندگی میں مردوں جتنا کام نہیں کرتیں جبکہ افلاطون کا خیال ہے کہ اگر گھوڑا چھکڑا کھینچ سکتا ہے تو گھوڑی بھی چھکڑا کھینچنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ ارسطو مسرت کے حصول میں عورتوں کو مردوں کے برابر جگہ دیتا ہے اور کہتا ہے:

''وہ معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا جس میں عورتوں کی مردوں کے برابر حصول مسرت کے مواقع نہ دیے جائیں''

اپنی کتاب RHETORIC میں وہ سپارٹا کی مثال دے کر کہتا ہے کہ سپارٹا کا معاشرہ اس لیے ترقی نہیں کر سکا کہ وہاں عورتوں کی حالت مردوں کے مقابلے میں بہت بدتر ہے اور عورتیں بدحالی میں جی رہی ہیں۔

ارسطو کے تحقیقی کاموں کا جائزہ بے حد مشکل کام ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو ارسطو کا کام اتنا وسیع ہے کہ آدمی دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے جبکہ دوسری وجہ ان علوم کے حوالے سے لاعلمی ہے جن پر ارسطو نے تحقیق کی۔ میں عاجز اور بے بس ہوں کیونکہ ان علوم سے آشنائی پیدا کرنے کے لئے ایک عمر چاہیے۔ میں نے ارسطو کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک دانا اور عقل مند آدمی کی بات پر عمل کیا ہے اس نے کہا تھا:

''کتاب سے جھگڑا مت کرو کتاب پڑھتے ہوئے الجھن میں مت پڑو۔ کتنی سمجھ میں آئی ہے سنبھال لو۔''

میں نے بھی یہی کیا ہے۔ اپنی حیثیت کے مطابق ارسطو کو پڑھا اور جتنا ہو سکا یادداشت میں سنبھال کر رکھ لیا۔

ارسطو کی ایک کتاب (poeties) تنقید کی بہت اعلیٰ اور مستند کتاب ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے

جو تنقیدی نظام کی پہلی کتاب ثابت ہوئی۔ تنقیدی نظریات کی پرچھائیاں ہومرHomer کے ہاں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ تنقیدی اشارے افلاطون کے مکالموں میں بھی ملتے ہیں مگر باقاعدہ تنقیدی نظام ان دونوں کے ہاں نہیں ہے۔ اس باقاعدہ نظام کی بنیاد ارسطو نے بوطیقا (Poeties) لکھ کر رکھی اور بعد میں آنے والوں نقادوں نے اس بنیاد پر اپنے اپنے محلات بنائے اور سرخرو ہوئے۔

ارسطو کا تنقید شعر پر لکھا ہوا یہ مقالہ جس کا نام اس نے Concering the art of poetry رکھا تھا۔ دراصل یہ مقالہ اس نے اپنے طالب علموں کی رہنمائی کے لئے لکھا تھا۔ نقادوں کی نظر میں یہ نامکمل اور ادھورا مقالہ ہے۔ ارسطو نے اس میں کچھ باتوں کو مکمل لکھا ہے۔ کچھ پر سرسری بات کی ہے اور کچھ کو ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ اس کی دوسری دو کتابوں (RHETORIE) اور (polities) کے مقابلے میں بوطیقا (poeties) کا اسلوب اکھڑا اکھڑا سا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دراصل کلاس نوٹس تھے۔ جنہیں بعد میں اکٹھا کر کے کتاب بنا دیا گیا۔ اس خامی کے باوجود بوطیقا فلسفیانہ انداز میں لکھی ہوئی تنقید کی پہلی مکمل کتاب ہے۔ یہ کتاب ادبی تنقید کا ایک مکمل نصاب ہے جس میں ارسطو طالب علموں کو ڈرامائی شاعری کے بارے میں ہدایات دیتا ہے۔ شاعری کی تعریف، ابتدا، شاعری کی اقسام اور شاعری کی ارتقائی صورت حال پر بات چیت کرتا ہے۔ شعری ڈرامے کی تشکیل میں ضروری عناصر کی نشان دہی کرتا ہے اور شاعری پر کیے گئے نقادوں کے اعتراضات کا جواب دیتا ہے۔ اس وقت شاید افلاطون واحد آدمی تھا جس نے شاعری کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ ارسطو نے اس کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ بوطیقا کو نقادوں نے افلاطون کے تنقیدی نظریات کا جواب نامہ کہا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے مثال کے طور پر:

1۔ افلاطون شاعری کو نقل کی نقل قرار دیتا ہے۔ ارسطو مثال دے کر وضاحت کرتا ہے کہ شاعری عظیم سچائی سے تین منزلیں دور ہے لیکن ارسطو اسے ایسی نقالی قرار دیتا ہے جس میں آفاقی سچائی موجود ہے۔ شاعری کا طریقہ کار تاریخ سے زیادہ قابل قدر ہے۔ تاریخ کا مقصد صرف حقائق بیان کرنا ہے جبکہ شاعری حقائق کی انتہائی صورت کو بیان میں لاتی ہے۔

2۔ افلاطون کا خیال ہے کہ شاعری کی قدر و قیمت کا اندازہ اس مسرت سے نہیں لگانا چاہیے، جو کسی فن پارے کو پڑھ کر محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ اس سچائی سے لگانا چاہیے جو نقل پیش کرتی ہے۔ ارسطو کہتا ہے کہ ہر چیز کی مکمل نقالی ہی اصل سچائی کا سبب ہے۔

3۔ افلاطون کا خیال ہے کہ شاعری جذبات میں اشتعال پیدا کرتی ہے چنانچہ اسے قید اعتدال میں رہنا چاہیے۔ ارسطو کا دعویٰ یہ ہے کہ شاعری جذبات کی تطہیر اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور جذبات کی شدت میں کمی پیدا کرتی ہے۔

ارسطو نے بوطیقا کے شروع ہی میں اپنے دائرہ کار کا اعلان کر دیا ہے۔ کتاب کے پہلے دو ابواب میں ارسطو نے نقالی اور نقالی کے ذرائع پر بحث کی ہے۔ اگلے دو ابواب میں اس نے شاعری کے آغاز، شاعری کی اقسام، المیہ اور رزمیہ اور طربیہ پر بحث کی ہے۔ باب نمبر 6 میں ارسطو المیہ پر بحث کرتا ہے۔ اس نے سب سے پہلے المیہ کی نوعیت اور اصل پر گفتگو ہے پھر اس کے عناصر پلاٹ، کردار، آرائش پر اظہار خیال کیا ہے۔ اگلے باب میں پلاٹ پر روشنی ڈالی ہے کہ اسے مکمل ہونا چاہیے یعنی اس میں ابتدائی، درمیانی اور آخری حصہ موجود ہو۔ باب نمبر 8 میں وحدت عمل اور باب نمبر 9 میں شاعری اور تاریخ کے فرق کی وضاحت کی ہے۔ باب نمبر 13 اور 14 میں رحم اور دہشت کے عناصر پر گفتگو کی ہے۔ اگلے دو ابواب میں کردار پر بحث کی ہے اور بتلایا ہے کہ پلاٹ کے مقابلے میں کرداروں کی اہمیت بہت کم ہے۔ باب نمبر 16 میں انکشافات اور اگلے دو ابواب میں المیہ نگاروں کے لئے کچھ ہدایات اور اصول تحریر کئے ہیں۔ باب نمبر 20,21,22 میں زبان کے استعمال، اہمیت اور استعارے پر بحث کی ہے۔ آخری چار ابواب میں رزمیہ (Epic) شاعری کے مدار، پلاٹ اور ڈھانچے پر بحث کی ہے اور تجزیہ کیا ہے۔ المیہ اور رزمیہ کا موازنہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ المیہ ہر صورت میں رزمیہ سے بہتر اور اعلیٰ قسم کی شاعری ہے۔

بوطیقا ایک نامکمل کتاب ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں جو عنوانات قائم کئے گئے ہیں ان پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے آخری حصے شاید ضائع ہو چکے ہیں۔ اس نامکمل کتاب میں موجود مواد ہی مکمل تنقیدی نصاب بن کر اب تک نقادوں کو روشنی دکھا رہا ہے۔ کتاب اگر مکمل ہوتی تو پتا نہیں ارسطو کن مفاہیم کی نشان دہی کرتا۔

ارسطو نے اپنے عہد میں موجود تمام علوم پر کاملیت حاصل کی۔ وہ اپنے عہد کا سب سے زیادہ پڑھا لکھا آدمی تھا۔ پورے ایتھنز میں سب سے بڑی لائبریری ڈراما نگار یوری پیڈیز کی تھی، دوسری بڑی لائبریری ارسطو کی تھی۔

ارسطو کی علمی قابلیت، ذہانت، تحقیق، دانش اور فلسفیانہ صلاحیت، سائنسی، نفسیاتی، عمرانی تاریخ تنقیدی طاقت کو ہر عہد کے انسان نے تسلیم کیا اور رہنمائی حاصل کی ہے۔ کولرج نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ کسی بھی عہد کا انسان افلاطون اور ارسطو کے اثر سے نہیں بچ سکتا۔

ارسطو عالمی علوم کا پروفیسر تھا۔ مغرب، یورپ اور عربوں نے اس سے استفادہ کیا۔ مشہور دانش ور THOMPSOM کے الفاظ پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں:

"A TEACHER OF ETERNAL VERITIES, TELLING OF SLEEP AND DREAMS, OF YOUTH AND AGE,OF LIFE AND DEATH,OF GENERATIONS AND CORRUPTION,OF GROWTH AND DECAY,A GUIDE TO THE BOOK OF NATUR,A REVEAL OF SPIRIT, A PROPHET OF THE WORKS OF GOD"

(این بی ایف کی شائع کردہ احمد عقیل روبی کی کتاب ''علم و دانش کے معمار'' سے انتخاب)

یکساں قومی نصاب، فیڈرل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن اور فیڈرل بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سے منظور شدہ نصابی کتب برائے تعلیمی سال 2021-22ء کے لیے نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع کردہ Primer سے بارھویں جماعت کی فہرست

No.	Grade	Name of Book	Author(s)	Price	Pages	Code	ISBN
1	Primer	**Ibtedai Urdu**	Humaira Latif	150	168	STU-434	978-969-37-1201-8
			Shafia Rafique				
			Arooj Saqib				
2	Primer	**English**	Shafia Rafique	145	160	STE-591	978-969-37-1202-5
			Humaira Latif				
			Arooj Saqib				
3	Primer	**Mathematics**	Arooj Saqib	150	170	STE-590	978-969-37-1203-2
			Humaira Latif				
			Shafia Rafique				
4	I	**Urdu**	Taj Muhammad	155	176	STU-435	978-969-37-1204-9
			Muhammad Usman Tufail				
5	I	**English**	Maryam Zafar	110	118	STE-592	978-969-371205-6
6	I	**Islamiyat (U)**	Moazzam Idrees	50	56	STU-436	978-969-37-1206-3
7	I	**Mathematics**	Sadia Jabeen	130	144	STE-593	978-969-37-1207-0
8	I	**Waqfiat e Aama (GK)**	Tahir Mahmood	60	64	STU-437	978-969-37-1208-7
9	II	**Urdu**	Nasir Mahmood Awan	135	152	STU-438	978-969-37-1209-4
10	II	**English**	Naheed Ahmed	120	132	STU-594	978-969-37-1210-0
			Shazia Manzoor				
11	II	**Islamiyat (U)**	Ammara Ijaz	50	56	STU-439	978-969-37-1211-7
12	II	**Mathematics**	Khalil Ahmed	145	162	STE-595	978-969-37-1212-4
13	II	**Waqfiat e Aama (GK)**	Yasmin Jadoon	95	104	STU-440	978-969-37-1213-1
14	III	**Urdu**	Rabia Shahzadi	150	168	STU-441	978-969-37-1214-8
15	III	**English**	Dr. Samina Nadeem	120	132	STE-596	978-969-37-1215-5
			Prof. Ruhi Zaka Malik				
16	III	**Islamiyat (U)**	Dr. Muhammad Idrees	80	88	STU-442	978-969-37-1216-2
17	III	**Mathematics**	Prof. Abdul Khaliq Bughlani	165	184	STE-597	978-969-37-1217-9
			Prof. Muhammad Asif Bhatti				
18	III	**Waqfiat e Aama (GK)**	Tahir Mehmood	115	130	STU-443	978-969-37-1218-6
19	IV	**Urdu**	Hameed Ullah Khattak	145	160	STU-444	978-969-37-1219-3
20	IV	**English**	Shazia Manzoor	130	144	STE-598	978-969-37-1220-9
21	IV	**Islamiyat (U)**	Abdul Rauf	100	112	STU-445	978-969-37-1221-6
22	IV	**Mathematics**	Sadia Manzoor	170	192	STE-599	978-969-37-1222-3
			Madeeha Nuzhat Varaich				
23	IV	**General Science**	Prof. Jawaid Mohsin Malik	120	132	STE-600	978-969-37-1223-0
			Prof. Muhammad Ali Shahid				
24	IV	**Social Studies (E)**	Asma Hafeez	100	110	STE-607	978-969-37-1247-6
25	V	**Urdu**	Hina Naveed Irfani	150	168	STU-447	978-969-37-1225-4
26	V	**English**	Naheed Ahmed	140	156	STE-601	978-969-37-1226-1
27	V	**Islamiyat (U)**	Syeda Memoona Ijaz	110	124	STU-448	978-969-37-1227-8
			Salma Jabeen				
28	V	**Mathematics**	Madeeha Nuzhat Varaich	170	192	STE-602	978-969-37-1228-5
			Sadia Manzoor				
29	V	**General Science**	Prof. Jawaid Mohsin Malik	140	154	STE-603	978-969-37-1229-2
			Prof. Muhammad Ali Shahid				
30	V	**Social Studies (E)**	Asma Zubair	110	124	STE-608	978-969-37-1248-3
31	VI	**Urdu**	Dr. Shafqat Ali Janjua	170	178	STU-431	978-969-37-1162-2
			Muhammad Shaheen Baloch				
32	VI	**English**	Dr. Samina Nadeem	160	158	STE-579	978-969-37-1157-8
			Sadia Adnan				
33	VI	**Islamiyat (U)**	Dr. Syed Tajammul Hussain Shah	110	103	STU-430	978-969-371163-7
			Prof. Dr. Muhammad Idrees				
			Tanzeela Naz				
34	VI	**Mathematics**	Dr. Saleem Ullah	220	230	STE-580	978-969-37-1161-5
			Dr. Khalid Mehmood				
			Saeeda Parveen				
			Naveed Akmal				
35	VI	**General Science**	Ruqayya Shaikh	150	140	STE-577	978-969-371159-2

DETAIL OF TEXTBOOKS OF NATIONAL BOOK FOUNDATION FOR ACADEMIC SESSION 2021-22

No.	Grade	Name of Book	Author(s)	Price	Pages	Code	ISBN
			Fouzia Nawaz				
			Mr. Amirullah				
			Rubina Kausar				
36	VI	**Geography**	Raheela Awais	100	92	STE-581	978-969-37-1158-5
			Almas Shakoor				
37	VI	**History**	Suhail Bin Aziz	150	140	STE-576	978-969-37-1160-8
			Hafsa Akhtar				
38	VI	**Computer Education**	Dr. Mian Hamid Hassan	90	76	STE-578	978-969-37-1156-1
			Tassawar Hussain				
39	VI	**Arabic**	Prof. Dr. Muhammad Ishaq Mansoori	110	108	STU-413	978-969-37-0664-2
40	VI	**Drawing**	Ms. Sarwat Abbasi	100	88	STE-501	978-969-37-0778-6
41	VII	**Urdu**	Dr. Shafqat Ali	160	176	STU-433	978-969-37-1169-1
			Muhammad Shaheen Baloch				
42	VII	**English**	Dr. Samina Nadeem	150	146	STE-582	978-969-37-1170-7
			Prof. Ruhi Zaka Malik				
			Sadia Adnan				
43	VII	**Islamiyat (U)**	Dr. Syed Tajammal Hussain Shah	110	106	STU-432	978-969-37-1168-4
			Prof. Dr. Muhammad Idrees				
			Tanzeela Naz				
44	VII	**Mathematics**	Dr. Saleem Ullah	250	288	STE-583	978-969-37-1171-4
			Dr. Khalid Mehmood				
			Tayyaba Saqib				
45	VII	**General Science**	Ruqaiya Sheikh	140	160	STE-587	978-969-37-1175-2
			Gul-e-Zehra				
			Amirullah				
46	VII	**Geography**	Muhammad Javaid	110	108	STE-584	978-969-37-1172-1
			Raheela Awais				
47	VII	**History**	Suhail Bin Aziz	140	132	STE-585	978-969-37-1173-8
			Hafsa Akhtar				
48	VII	**Computer Education**	Dr. Mian Hamid Hassan	100	84	STE-586	978-969-37-1174-5
			Tassawar Hussain				
49	VII	**Arabic**	Dr. Mufti Mehboob Ullah	125	138	STU-414	978-969-37-0666-6
			Hafiz Zia ul Haq				
50	VII	**Drawing**	Ms. Sarwat Abbasi	145	112	STE-509	978-969-37-0811-0
51	VIII	**Urdu**	Dr. Shafqat Ali Janjua	130	156	STU-453	978-969-37-1240-7
			Muhammad Shaheen Baloch				
52	VIII	**English**	Prof. Ruhi Zaka Malik	120	138	STE-609	978-969-37-1241-4
			Sadia Malik				
			Zakia Kiani				
53	VIII	**Islamiyat (U)**	Dr. Tajammal Hussain Shah	120	124	STU-452	978-969-37-1239-1
			Dr. Muhammad Idrees				
			Tanzeela Naz				
54	VIII	**Mathematics**	Dr. Saleem Ullah	230	230	STE-610	978-969-37-1242-1
			Dr. Khalid Mehmood				
			Dr. Shahzad Ahmad				
55	VIII	**General Science**	Prof. Muhammad Iqtedar-ud-Din	230	154	STE-614	978-969-37-1243-8
			Aamir Ullah				
			Sara Malik				
56	VIII	**History**	Suhail Bin Aziz	100	140	STE-612	978-969-37-1245-2
57	VIII	**Geography**	Muhammad Javaid	130	98	STE-611	978-969-37-1244-5
			Raheela Awais				
58	VIII	**Computer Education**	Dr. Mian Hamid Hassan	120	66	STE-613	978-969-37-1246-9
			Rana Saifullah Saifi				
59	VIII	**Arabic**	Khursheed Ahmed Saeedi	130	148	STU-415	978-969-37-0670-3
60	VIII	**Drawing**	Ms. Sarwat Abbasi	110	104	STE-519	978-969-37-0787-8
61	IX	**Urdu**	Prof. Dr. Khalid Iqbal Yasir	90	112	STU-540	978-969-37-1232-2
			Dr. Abdul Karim Khali				

DETAIL OF TEXTBOOKS OF NATIONAL BOOK FOUNDATION FOR ACADEMIC SESSION 2021-22

No.	Grade	Name of Book	Author(s)	Price	Pages	Code	ISBN
			Prof. Amjad Iqbal				
62	IX	**Biology**	Prof. Jawaid Mohsin Malik	140	146	STE-605	978-969-37-1235-3
			Dr. Sarwat Jawaid				
			Neelofar Shaheen				
			Ruqayya Shaikh				
			Nasreen Fatima				
			Sajid Ali Shah				
63	IX	**Pakistan Studies (E)**	Dr. Abdul Qadir Khan	80	76	STE-604	978-969-37-1234-6
			Abdul Rafay Khan				
64	IX	**Pakistan Studies (U)**	Dr. Abdul Qadir Khan	80	72	STU-451	978-969-37-1231-5
			Abdul Rafay Khan				
65	IX	**Food & Nutrition**	Dr. Syeda Saira Hamid	120	72	STE-606	978-969-37-1233-9
66	IX	**Chemistry**	Ms. Shahnaz Rashid	180	166	STE-498	978-969-37-1179-0
			Prof. Muhammad Iqtedar-ud-Din				
67	IX	**Computer Science**	Muhammad Sajjad Haider	150	180	STE-557	978-969-37-1023-6
			Muhammad Khalid				
68	IX	**Clothing & Textile**			72		
69	IX	**Physiology and Hygiene**			60		
70	IX-X	**General Science (E)**	Prof. Muhammad Tahir Hassan	180	168	STE-467	978-969-37-1182-0
			Prof. Abdul Waheed Mian				
			Dr. Irshad Ahmed Chatha				
71	IX-X	**General Science (U)**	Prof. Muhammad Tahir Hassan	200	168	STU-379	978-969-37-1181-3
			Prof. Abdul Waheed Mian				
			Dr. Irshad Ahmed Chatha				
72	X	**Chemistry**	Mrs. Shahnaz Rashid	180	166	STE-500	978-969-37-1180-6
			Prof. Muhammad Iqtedar-ud-Din				
73	X	**Computer Science**	Muhammad Sajjad Haider	160	176	STE-573	978-969-37-1092-2
			Muammad Khalid				
74	XI	**Chemistry**	Prof. Dr. Taj Mahmood Rana	270	302	STE-527	978-969-37-1184-4
			Prof. Muhammad Iqtedar-ud-Din				
			Prof. Naseer Ahmed Mirza				
			Dr. Rashid Iqbal				
			Prof .Chand Qaiser				
75	XI	**Biology**	Prof. Javaid Mohsin Malik	290	320	STE-588	978-969-37-1185-1
			Dr. Sarwat Javaid				
			Prof. Abid Ali Mughal				
76	XI	**Computer Science**	Muhammad Sajjad Haider	180	184	STE-559	978-969-37-1025-0
			Muammad Khalid				
77	XI	**Islamiyat (U)**	Dr. Ehsan ul Haq	80	92	STU-310	978-969-37-1183-7
			Dr. Saeed Ullah Qazi				
			Dr. Zahoor Azhar				
			Dr. Zia ul Haq Yousafzai				
			Prof. Ahmad Ahmed Bhutta				
			Dr. Muhammad Ishaq Qureshi				
			Prof. Shabbir Ahmed Mansoori				
			Prof. Ameena Nasira				
			Abdul Sattar Ghauri				
			Nazim Ali Khan Matalvi				
			Prof. Muhammad Tahir Mustafa				
			Qari Syed Shareef-ul-Hashmi				
78	XI	**Civics (E)**	Dr. Abdul Qadir Khan	45	238	STE-284	
79	XI	**Civics (U)**	Dr. Abdul Qadir Khan	100	248	STU-329	978-969-37-0453-2
80	XI	**Business Mathematics**	L.W.T Stafford	200	398	MAT-38	
81	XI	**Areas of Psychology**	F.L. Marcuse	100	540	TBRP/A25/1000	
82	XI	**Practical Psychology**	F.K.Berrien	200	656	PSY-018	
83	XI	**Psychology and Life**	Zimbardo	680	800	PSY-008	
84	XI-XII	**Pakistan Studies (E)**	Abdul Qadir Khan	130	176	STE-465	

DETAIL OF TEXTBOOKS OF NATIONAL BOOK FOUNDATION FOR ACADEMIC SESSION 2021-22

No.	Grade	Name of Book	Author(s)	Price	Pages	Code	ISBN
85	XI-XII	**Pakistan Studies (U)**	Abdul Qadir Khan	130	164	STU-384	
86	XI-XII	**Pakistani Culture (U)**	Dr. Jameel Jalibi	80	226	DNU-056	
87	XI-XII	**Pakistan Culture (E)**	Dr. M.H. Siddiqui	200	250	GNE-243	978-969-37-1074-8
			Dr. Jamil Jalibi				
			Dr. Ansar Zahid Khan				
			Dr. Abdur Rehman				
88	XII	**Biology**	Prof. Javaid Mohsin Malik	280	306	STE-589	978-969-37-1187-5
			Dr. Sarwat Javaid				
			Prof. Abid Ali Mughal				
89	XII	**Chemistry**	Prof. Mian Muhammad Usman	260	268	STE-552	978-969-37-1186-8
			Prof. Mian Abdul Hamid				
90	XII	**Computer Science**	Muhammad Sajjad Haider	170	188	STE-575	978-969-37-1102-8
			Muhammad Khalid				
91	XII	**Civics (E)**	Uzma Kanwal Qureshi	60	176	STE-420	978-969-37-0338-2
			Dr. Pervez Aslam Shami				
92	XII	**Civics (U)**	Taj Muhammad Qureshi	100	160	STU-388	978-969-37-0460-0
			Uzma Kawanl Qureshi				
			Dr. Pervez Aslam Shami				
93	XII	**Business Statistics**	David M. Levine	500	752	BAU-021	
			Timothy C. Krehbiel				
			Mark L. Berenson				

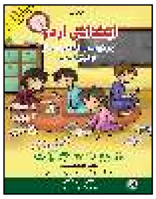
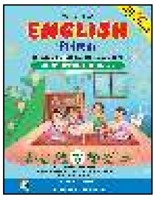

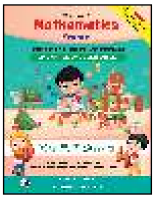

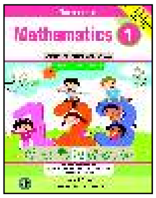

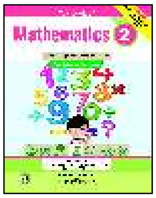

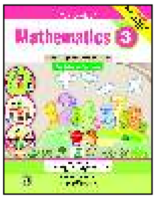

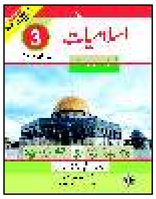

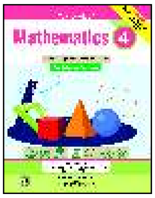

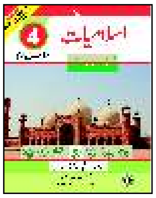

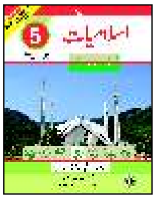

محمد عاصم بٹ، کافکا کہانیاں۔ ایک جائزہ

تبصرہ: ادارہ

''کافکا کہانیاں'' فرانز کافکا کی کہانیوں کا مجموعہ ہے، جس کا اُردو ترجمہ محمد عاصم بٹ نے کیا ہے۔ کہانی کار ناول نگار اور مترجم کے حوالے سے اپنی نمایاں شناخت رکھتے ہیں۔ نوے کی دہائی میں لکھنے کا آغاز کیا اور اپنے ہم عصر اہلِ قلم کے گروہ میں جدت طرازی سے آراستہ کہانیوں اور ناول سے نمایاں مقام حاصل کیا۔ کافکا کہانیاں ان کی مترجم کتابوں میں ایک شاہکار ترجمہ ہے۔ اس کتاب کو علمی وادبی حلقوں میں بہت مقبولیت ہوئی اس ترجمہ کے حوالے سے محمد عاصم بٹ کہتے ہیں۔ ''کہ کافکا سے تعلق تب بھی تھا جب اس کا تعارف حاصل نہیں ہوا تھا اور یہ کہ کافکا کو ترجمہ کرنا، کرب کے مسلسل عمل سے گزرنے کا تجربہ ہے۔ ایسا تجربہ جو سونے کو کندھن بنا دیتا ہے'' اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب میں جو کہانیاں شامل ہیں ان کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے کتنی گہرائی سے پڑھا ہوگا اور اس کے تاثر کو اپنے دل ودماغ کے اندر محسوس کر کے اردو ترجمے کے ساتھ اردو ادب کے قارئین تک پہنچایا ہے۔

سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ کافکا کیا ہے کیونکہ اکثر لوگ اس کے نام سے بھی شاید واقف نہ ہوں گے۔ کافکا چیک (Czech) زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ایک چھوٹے کوے کے ہیں۔ فرانز کافکا ایک نامور اور اہم ادیب تھا وہ ایک ایسا ادیب تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ادب میں پیغمبرانہ پیشگوئیاں کرنے والے ادیب کی حیثیت سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس کا تعلق چیکو سلواکیہ سے تھا۔ کافکا کی وفات کے بعد روسی فوجوں

مترجم: محمد عاصم بٹ

کی مداخلت سے جو صورت حال پیدا ہوئی اس کی مکمل ترجمانی کافکا پہلے ہی اپنے ادب میں کر چکا تھا جس سے آج کافکائی صورت حال کے نام سے جانا جاتا ہے۔

کافکا کی کہانیاں اور افسانے بہت مقبول ہوئے اور کافکا نے 1912 کو اپنی شہرہ آفاق کہانی ''کایا کلپ'' سنائی تو اس کی صدا پوری ادبی دنیا میں پھیل گئی۔ کافکا کی کہانیاں ایک دلچسپ تاثر سے بھرپور ہیں۔ ایک اور حیران کن بات اس کتاب کے حوالے سے فرانز کافکا کے مسودات کو کھنگالتے ہوئے اس کے دوست میکس براڈ کو کافکا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو رقعے ملے۔ ایک 1921 کے بعد کی تحریر تھی اور دوسری اس سے بھی پرانی۔ اس کی عبارت یوں تھی ''یہ میری آخری خواہش ہے کہ میرے تمام مسودات کو بغیر کسی استثنٰی کے بغیر پڑھے جتنی جلدی ممکن ہو جلا دیا جائے'' اپنے دوست میکس براڈ کو ایک خط میں بھی لکھا تھا کہ ''عزیزم میکس میری تم سے آخری تمنا ہے کہ میری الماریوں، درازوں، کمروں اور دفتر میں یا جہاں سے بھی میری کوئی تحریر ملے چاہے وہ مکمل ہو یا ادھوری تمہارے پاس ہو یا دوسروں سے تمہیں ملے اس سے بغیر پڑھے جلا دو۔

تمہارا فرانز

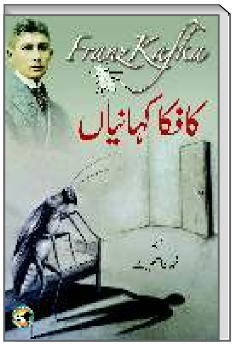

میکس براڈ نے دنیائے ادب پر ایک بڑا احسان کرتے ہوئے نہایت احترام کے ساتھ اپنے دوست کی آخری خواہش کو پورا نہیں کیا اور اسے کسی بھی صورت میں جو کافکا کی تحریر ملی چھپوادی جو بعد میں ادب کا ایک سرمایہ بن کر سامنے آئی۔

''کافکا کہانیاں'' نیشنل بک فاؤنڈیشن کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے 399 صفحات ہیں اور کئی اہم موضوعات پر کہانیاں شامل ہیں۔ علم وادب کے طالب علم کے لیے یہ کتاب ایک تحریک کا درجہ رکھتی ہے۔ فرانز کافکا نزع کے عالم میں تھا کہ اس کا دوست کلوپسٹک اس کے پاس سے اٹھ کر ایک طرف جانے لگا تو کافکا نے کہا ''مجھے چھوڑ کر مت جاؤ'' دوست نے جواب دیا۔ ''میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں'' کافکا نے گہری آواز میں کہا ''لیکن میں تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔'' یہ کافکا کے آخری الفاظ تھے اور بروز منگل 3 جون 1944ء کو تنہا زندگی گزار کر اس سرائے فانی سے کوچ کر گیا۔

☆......☆......☆

سنہری بات

اگر آپ کا ضمیر اور نیت صاف ہے تو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی آپ کو اچھا کہے یا بُرا آپ اپنی نیت پر جانچے جائیں گے دوسروں کی سوچ پر نہیں۔

آوارہ گرد......مثالی انسان

میرے نزدیک جو خصوصیات انسانوں کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہیں وہ یہ ہیں۔ اول تو انسان میں جاننے اور تحقیق کرنے کی خواہش اور صلاحیت ہے۔ دوم یہ کہ وہ خواب دیکھتا ہے اور کسی نہ کسی نصب العین کو سامنے رکھتا ہے (اگرچہ اکثر اوقات یہ نصب العین بالکل مبہم، غیر یقینی اور غلط سلط ہوتا ہے، پھر بھی ہوتا تو ہے) تیسرا اور زیادہ اہم شرف انسان کو یہ حاصل ہے کہ وہ اپنے خیالی منصوبوں کو اپنی طبعی ظرافت اور زندہ دلی سے درست کر سکتا ہے اور اس طرح اپنی مثالیت پسندی کو صحت مند حقیقت پسندی کی بدولت قابو میں رکھتا ہے۔ انسان کا امتیاز یہ بھی ہے کہ ماحول اور فضا کے بارے میں اس کا ردعمل ہمیشہ یکساں اور لگا بندھا نہیں ہوتا جیسا کہ جانوروں کا ہوتا ہے...... بلکہ انسان کو یہ صلاحیت دی گئی ہے کہ وہ آزادی سے اپنا ردعمل معلوم کر سکے اور اگر چاہے تو اپنا ماحول بدل بھی سکے۔ اس آخری انسانی خصوصیت کا مطلب یہ ہے کہ انسانی شخصیت کسی مشینی قانون کی پابند نہیں ہو سکتی بلکہ انسانی ذہن کسی نہ کسی طرح میکانکی قوانین کی گرفت سے آزاد رہتا ہے اور اس کی راہ بھی متعین نہیں کی جا سکتی اور یہ جو کچھ پاگل قسم کے ماہرین نفسیات اور ناآسودہ ماہرین اقتصادیات، انسانی ذہن پر مشینی اور مادی اور جدلی ضابطے عائد کرتے رہتے ہیں، انسانی ذہن ان کی جکڑ بندی سے بھی نکل بھاگتا ہے ...... اسی لیے انسان ایک عجیب وغریب، خواب کار، زندہ دل، بے راہ بلکہ گمراہ سی مخلوق ہے۔

مختصر یہ کہ میں انسانی شرف اسی میں سمجھتا ہوں کہ انسان روئے زمین پر سب سے بڑا آوارہ گرد ہے۔ انسانی وقار اور شرف کو آوارہ گردی کے اس تصور کے ساتھ متعلق کرنا ضروری ہے۔ انسانی وقار کو ایک تابعدار، تنظیم وضبط کے پابند سپاہی کے ساتھ ہرگز متعلق نہیں کرنا چاہیے۔ اس نظریے کے مطابق غالباً آوارہ گرد سب سے شاندار قسم کا انسان ہے اور سپاہی سب سے گھٹیا قسم کا انسان قرار پائے گا۔ کم از کم اس کتاب سے یہ مفہوم لیا جائے گا کہ میں آوارہ گرد کو عظمت کی مسند پر بٹھانا چاہتا ہوں۔ میرا واقعی یہی مقصود ہے۔ موجودہ زمانے میں جمہوریت پسندی اور انفرادی آزادی کو ہر طرف سے خطرے درپیش ہیں۔ صرف آوارہ گرد اور آزادہ روی کا احساس ہی ہمیں ان باوردی قلیوں کے گروہوں میں گم ہو جانے سے بچا سکتا ہے جو نظم وضبط کے پابند ہیں، بے حد فرمانبردار ہیں اور ہر طرح منظم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آوارہ گرد ہی ڈکٹیٹر شپ یا آمریت کا سب سے آخری اور سب سے زبردست دشمن ثابت ہو گا۔ آوارہ گرد انسانی شرف ووقار اور فرد کی آزادی کا سب سے بڑا علم بردار ہو گا اور اسی کی ذات کو آمریت سب سے آخر میں مغلوب کر سکے گی۔ سچ تو یہ ہے کہ موجودہ تہذیب کی بقا کا دارومدار اسی کی ذات پر ہے۔

انسان کو تخلیق کرتے وقت شاید ہمارا خالق اکبر جانتا تھا وہ روئے زمین پر سب سے بڑا آوارہ گرد پیدا کر رہا ہے۔ یہ آوارہ گرد اعلیٰ پائے کی ذہانت ضرور رکھتا ہے، مگر ہے آوارہ گرد اور اصل میں آوارہ گردی کی خوبیاں ہی انسان کی سب سے امید افزا خوبیاں ہیں۔ خالق اکبر کا پیدا کیا ہوا یہ آوارہ گرد بڑا ذہین ہے، وہ ابھی تک کچھ خودسر اور کچھ عجیب الخلقت سا بالغ بچہ ہے۔ وہ اپنے آپ کو بہت عظیم اور بہت دانشمند سمجھتا ہے مگر وہ ابھی اتنا عظیم اور دانش مند نہیں۔ ابھی تک وہ بہت شرارتی اور کھلنڈرا ہے اور ہر آزادی کو سب سے محبوب چیز جانتا ہے۔ پھر بھی اس میں اتنی خوبیاں باقی ہیں کہ قدرت اپنے مقاصد کی برآوری کے لیے اس کی صلاحیتوں پر بھروسا کر سکتی ہے۔ قدرت انسان سے اسی طرح امیدیں لگائے ہوئے ہے جس طرح بعض اوقات ایک باپ اپنے بیس برس کے ذہین مگر کچھ خودسر، کچھ بے راہ سے بچے کے ساتھ

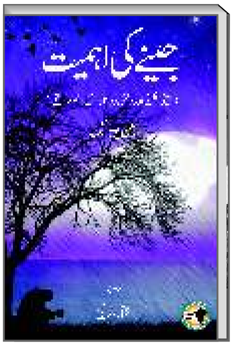

امیدیں وابستہ کیا کرتا ہے کیا کسی دن قدرت، اس نظام کائنات کو، اپنے پیدا کردہ اس غلط کار بیٹے کے سپرد کر دے گی؟ یہ کون جانے......!!

ایک چینی کی حیثیت سے میرا خیال ہے کہ کوئی تہذیب صرف اسی وقت مکمل کہلا سکتی ہے۔ جب وہ تکلفات اور نفاستوں سے ترقی کرتے کرتے، پھر سادگی تک آ جائے اور شعوری طور پر، فکر کی سادگی اور زندگی کی سادگی کی طرف لوٹ آئے! صرف وہی شخص عقلمند کہلا سکتا ہے جو علم کی دانش سے ترقی کرتے کرتے ''حماقت کی دانش'' تک پہنچ جائے، اور ایک زندہ دل فلسفی بن جائے۔ جو پہلے تو زندگی کی المناکیوں کو محسوس کرے اور پھر زندگی کے طربیے پر ہنس سکے۔ قانون قدرت یہی ہے کہ ہنس سکنے سے پہلے ہم رونا سیکھیں۔ المناکی سے دل اور روح بیدار ہوتے ہیں، اور اس بیداری سے فلسفی کے اندر مسرت کا چشمہ پھوٹتا ہے اور وہ ہنستا ہے۔ وہ ہنسی جس میں حلم اور مہربانی اور رواداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں آج کی دنیا بڑی سنجیدہ ہے، اسی لیے میں آج کی بے حد سنجیدہ دنیا کو ایک خوش باش اور دانش سے بھرپور فلسفے کی سخت ضرورت ہے۔

چین کے فن زندگی کا فلسفہ یقینی طور پر ایک ''خوش باش سائنس'' کہلا سکتا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ خوش باشی کا فلسفہ ہی گہرا اور سچا فلسفہ ہوتا ہے۔

مغربی دنیا کے سنجیدہ اور بھاری بھرکم فلسفیوں نے تو ابھی زندگی کی ابجد کو بھی نہیں سمجھا۔ میرے نزدیک فلسفے کا کام صرف یہ ہے کہ ہمیں خوش باشی اور زندہ دلی سے زندگی بسر کرنا سکھائے۔ یہ محض میرا خیال ہی نہیں بلکہ میرے نزدیک یہ ایک عملی نظریہ ہے۔ اگر انسان، خوش باشی اور زندہ دلی کی یہ روح اپنا لیں تو یہ دنیا، اس کے مقابلے میں کہیں زیادہ دل کش اور معقول جگہ بن جائے گی۔ موجودہ زمانے کا انسان زندگی کو بڑی سنجیدہ چیز سمجھتا ہے اور چونکہ وہ اتنا سنجیدہ رہتا ہے اس لیے وہ دنیا بھی اس کے لیے مصائب اور مشکلات سے پر بن جاتی ہے۔ ہمیں اس ضابطے، اس رویے کا اصل اصول دیکھنا ہے جس کی بدولت یہ زندگی زیادہ پر مزہ، زیادہ خوشگوار بنائی جا سکے، جس کی بدولت یہ زندگی زیادہ معقول اور زیادہ پرسکون اور کم طوفانی بنائی جا سکے۔

میرا خیال ہے میں اس فلسفہ حیات کو کسی ایک مدرسہ خیال کا فلسفہ نہیں، بلکہ ساری چینی قوم کا فلسفہ کہہ سکتا ہوں۔ یہ فلسفہ، کنفیوشس اور لاؤ کے فلسفوں سے عظیم تر ہے۔ کیونکہ یہ فلسفہ، ان کے فلسفوں اور دوسرے قدیم فلسفوں سے اعلیٰ منزل تک پہنچ گیا ہے۔ چینی قوم کا یہ فلسفہ پھوٹا تو دانش کے انہی قدیم سرچشموں سے ہے مگر اب یہ ان سب کو اپنے اندر جذب کر چکا ہے اور ان سب سرچشموں کی ہم آہنگی سے ایک پورا نظام وجود میں آ چکا ہے۔ اس فلسفے نے قدیم فلسفوں سے تصوراتی دانش جذب کی ہے اور اسے اس طرح پیش کیا ہے کہ فن زندگی، ایک زندہ، جیتا جاگتا نظام حیات نظر آتا ہے، جو عام آدمی کی سمجھ میں بھی آ سکتا ہے۔ سارے چینی ادب، آرٹ اور فلسفے پر نظر ڈالنے سے مجھ پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ چینی ادب، آرٹ اور فلسفے کا پیغام کیا ہے۔

وہ پیغام اور تعلیم یہ ہے کہ زندگی کا جی بھر کر لطف اٹھایا جائے اور حقیقت پسندی سے اپنا ناتا کہ ہمیشہ مضبوط رکھا جائے۔ یہی وہ تعلیم ہے جو چینی فکر و ادب میں ہر جگہ اور ہمیشہ رواں دواں نظر آتی ہے۔

(این بی ایف کی شائع کردہ کتاب مصنف لین یوتانگ اور مترجم مختار صدیقی ''جینے کی اہمیت'' سے انتخاب)

سوشل میڈیا پر این بی ایف کی مطبوعات اور دیگر سرگرمیوں کے حوالے سے ہزاروں شائقین کا رسپانس

نیشنل بک فاؤنڈیشن 49 برسوں سے فروغِ کتب بینی و مطالعہ کے سلسلے میں اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے اور این بی ایف کے شعبۂ مطبوعات کے زیرِ اہتمام اشاعتِ کتب کا سلسلہ انتہائی تیزی سے جاری ہے۔ این بی ایف کا آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ نئی کتب کی اشاعت، کتاب میلوں، کتابوں کی نمائشوں اور دیگر تمام سرگرمیوں کے حوالے سے روزانہ فیس بک پیج پر اور ٹویٹر پر ہزاروں شائقینِ کتب اور علم دوست افراد کو تازہ ترین خبریں بھیج کر انہیں مطلع کر رہا ہے۔ نئی شائع ہونے والی کتب اور دیگر خبروں کے حوالے سے این بی ایف کے فیس بک پیج کو ماہانہ 18 ہزار سے زائد افراد وزٹ کر رہے ہیں اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ این بی ایف کے کتاب دوستی کے اس سفر میں ٹویٹر پر بھی ماہانہ 8 ہزار سے زائد تعداد میں کتاب دوست افراد رابطے میں رہتے ہیں۔ یوں این بی ایف کے کاروانِ کتاب دوستی میں فیس بک اور ٹویٹر پر ہزاروں افراد شریکِ سفر ہیں۔ این بی ایف کو روزانہ لوگوں کی طرف سے نہایت

مثبت رسپانس مل رہا ہے اور وہ این بی ایف کے بارے میں نہ صرف باخبر رہتے ہیں بلکہ این بی ایف کی کتب کو معیار و افادیت کے علاوہ کم قیمت کی وجہ سے بھی سراہتے ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ

سعادت حسن منٹو

بٹوارے کے دو تین سال بعد پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کو خیال آیا کہ اخلاقی قیدیوں کی طرح پاگلوں کا تبادلہ بھی ہونا چاہیئے یعنی جو مسلمان پاگل، ہندوستان کے پاگل خانوں میں ہیں انہیں پاکستان پہنچا دیا جائے اور جو ہندو اور سکھ، پاکستان کے پاگل خانوں میں ہیں انہیں ہندوستان کے حوالے کر دیا جائے۔

معلوم نہیں یہ بات معقول تھی یا غیر معقول، بہر حال دانش مندوں کے فیصلے کے مطابق ادھر ادھر اونچی سطح کی کانفرنسیں ہوئیں اور بالآخر ایک دن پاگلوں کے تبادلے کے لئے مقرر ہو گیا۔ اچھی طرح چھان بین کی گئی۔ وہ مسلمان پاگل جن کے لواحقین ہندوستان ہی میں تھے، وہیں رہنے دیئے گئے تھے۔ جو باقی تھے، ان کو سرحد پر روانہ کر دیا گیا۔ یہاں پاکستان میں چونکہ قریب قریب تمام ہندو سکھ جا چکے تھے اس لئے کسی کو رکھنے رکھانے کا سوال ہی نہ پیدا ہوا۔ جتنے ہندو، سکھ پاگل تھے سب کے سب پولیس کی حفاظت میں بارڈر پر پہنچا دیئے گئے۔

اُدھر کا معلوم نہیں، لیکن اِدھر لاہور کے پاگل خانے میں جب اس تبادلے کی خبر پہنچی تو بڑی دلچسپ چہ مے گوئیاں ہونے لگیں۔ ایک مسلمان پاگل جو بارہ برس سے ہر روز باقاعدگی کے ساتھ ''زمیندار'' پڑھتا تھا، اس سے جب اس کے ایک دوست نے پوچھا: ''مولبی ساب! یہ پاکستان کیا ہوتا ہے؟'' تو اس نے بڑے غور و فکر کے بعد جواب دیا: ''ہندوستان میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں استرے بنتے ہیں''۔

یہ جواب سن کر اس کا دوست مطمئن ہو گیا۔

اسی طرح ایک سکھ پاگل نے ایک دوسرے سکھ پاگل سے پوچھا: ''سردار جی ہمیں ہندوستان کیوں بھیجا جا رہا ہے...... ہمیں تو وہاں کی بولی نہیں آتی''۔

دوسرا مسکرایا: ''مجھے تو ہندستوڑوں کی بولی آتی ہے...... ہندوستانی بڑے شیطانی، آکڑ آکڑ پھرتے ہیں''۔

ایک دن نہاتے نہاتے ایک مسلمان پاگل نے ''پاکستان زندہ باد'' کا نعرہ اس زور سے بلند کیا کہ فرش پر پھسل کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

بعض پاگل ایسے بھی تھے جو پاگل نہیں تھے۔ ان میں اکثریت ایسے قاتلوں کی تھی جن کے رشتہ داروں نے، افسروں کو دے دلا کر، پاگل خانے بھجوا دیا تھا کہ پھانسی کے پھندے سے بچ جائیں۔ یہ کچھ کچھ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کیوں تقسیم ہوا ہے اور یہ پاکستان کیا ہے لیکن صحیح واقعات سے وہ بھی بے خبر تھے۔ اخباروں سے کچھ پتا نہیں چلتا تھا اور پہرہ دار سپاہی ان پڑھ اور جاہل تھے۔ ان کی گفتگوؤں سے بھی وہ کوئی نتیجہ برآمد نہیں کر سکتے تھے۔ ان کو صرف اتنا معلوم تھا کہ ایک آدمی محمد علی جناح ہے جس کو قائد اعظم کہتے ہیں۔ اس نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ ملک بنایا ہے جس کا نام پاکستان ہے...... یہ کہاں ہے، اس کا محلِ وقوع کیا ہے، اس کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پاگل خانے میں وہ سب پاگل جن کا دماغ پوری طرح ماؤف نہیں ہوا تھا، اس مخمصے میں گرفتار تھے کہ وہ پاکستان میں ہیں یا ہندوستان میں۔ اگر ہندوستان میں ہیں تو پاکستان کہاں ہے!

اگر وہ پاکستان میں ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ عرصہ پہلے یہیں رہتے ہوئے بھی ہندوستان میں تھے!

ایک پاگل تو پاکستان اور ہندوستان، اور ہندوستان اور پاکستان کے چکر میں کچھ ایسا گرفتار ہوا کہ اور زیادہ پاگل ہو گیا۔ جھاڑو دیتے دیتے ایک دن درخت پر چڑھ گیا اور ٹہنے پر بیٹھ کر دو گھنٹے مسلسل تقریر کرتا رہا جو پاکستان اور ہندوستان کے نازک مسئلے پر تھی۔ سپاہیوں نے اسے نیچے اترنے کو کہا تو وہ اور اوپر چڑھ گیا۔ ڈرایا دھمکایا گیا تو اس نے کہا: ''میں ہندوستان میں رہنا چاہتا ہوں نہ پاکستان میں...... میں اس درخت پر ہی رہوں گا''۔

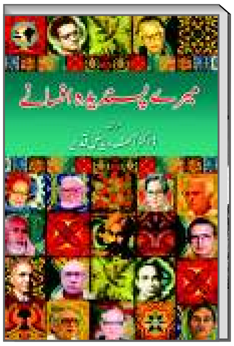

بڑی مشکلوں کے بعد جب اس کا دورہ سرد پڑا تو وہ نیچے اترا اور اپنے ہندو، سکھ دوستوں سے گلے مِل مِل کر رونے لگا۔ اس خیال سے اس کا دل بھر آیا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر ہندوستان چلے جائیں گے۔

ایک ایم ایس سی پاس ریڈیو انجینئر جو مسلمان تھا اور دوسرے پاگلوں سے بالکل الگ تھلگ، باغ کی ایک خاص روش پر، سارا دن خاموش ٹہلتا رہتا تھا، یہ تبدیلی نمودار ہوئی کہ اس نے تمام کپڑے اتار کر دفعدار کے حوالے کر دیئے اور ننگ دھڑنگ سارے باغ میں چلنا پھرنا شروع کر دیا۔

چنیوٹ کے ایک موٹے مسلمان پاگل نے جو مسلم لیگ کا سرگرم کارکن رہ چکا تھا اور دن میں پندرہ سولہ مرتبہ نہایا کرتا تھا، یک لخت یہ عادت ترک کر دی۔ اس کا نام محمد علی تھا۔ چنانچہ اس نے ایک دن اپنے جنگلے میں اعلان کر دیا کہ وہ قائداعظم محمد علی جناح ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی ایک سکھ پاگل ماسٹر تارا سنگھ بن گیا۔ قریب تھا کہ اس جنگلے میں خون خرابہ ہو جائے مگر دونوں کو خطرناک پاگل قرار دے کر علیحدہ علیحدہ بند کر دیا گیا۔

لاہور کا ایک نوجوان ہندو وکیل تھا جو محبت میں ناکام ہو کر پاگل ہو گیا تھا۔ جب اس نے سنا کہ امرتسر ہندوستان میں چلا گیا ہے تو اسے بہت دکھ ہوا۔

اسی شہر کی ایک ہندو لڑکی سے اسے محبت ہوئی تھی۔ گو اس نے اس وکیل کو ٹھکرا دیا تھا، مگر دیوانگی کی حالت میں بھی وہ اس کو نہیں بھولا تھا۔ چنانچہ وہ ان تمام ہندو اور مسلم لیڈروں کو گالیاں دیتا تھا جنہوں نے مل ملا کر ہندوستان کے دو ٹکڑے کر دیئے...... اس کی محبوبہ ہندوستانی بن گئی اور وہ پاکستانی۔

جب تبادلے کی بات شروع ہوئی تو وکیل کو کئی پاگلوں نے سمجھایا کہ وہ دل بُرا نہ کرے، اس کو ہندوستان بھیج دیا جائے گا۔ اس ہندوستان میں جہاں اس کی محبوبہ رہتی ہے مگر وہ لاہور چھوڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے کہ اس کا خیال تھا کہ امرتسر میں اس کی پریکٹس نہیں چلے گی۔

یورپین وارڈ میں دو اینگلو انڈین پاگل تھے۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ ہندوستان کو آزاد کر کے انگریز چلے گئے ہیں تو ان کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ چھپ چھپ کر گھنٹوں آپس میں اس اہم مسئلے پر گفتگو کرتے رہتے کہ پاگل خانے میں اب ان کی حیثیت کس قسم کی ہوگی۔ یورپین وارڈ رہے گا یا اڑا دیا جائے گا۔ بریک فاسٹ ملا کرے گا یا نہیں۔ کیا انہیں ڈبل روٹی کے بجائے بلڈی انڈین چپاتی تو زہر مار نہیں کرنا پڑے گی۔

ایک سکھ تھا جس کو پاگل خانے میں داخل ہوئے پندرہ برس ہو چکے تھے۔ ہر وقت اس کی زبان سے یہ عجیب و غریب الفاظ سننے میں آتے تھے: ''اوپڑ دی گڑگڑ دی انیکس دی بے دھیانا دی منگ دی وال آف دی لالٹین''۔ دن کو سوتا تھا نہ رات کو۔ پہرہ داروں کا یہ کہنا تھا کہ پندرہ برس کے طویل عرصے میں وہ ایک لحظے کے لیے بھی نہیں سویا۔ لیٹتا بھی نہ تھا۔ البتہ کبھی کبھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لیتا تھا۔

ہر وقت کھڑا رہنے سے اس کے پاؤں سوج گئے تھے۔ پنڈلیاں بھی پھول گئی تھیں، مگر اس جسمانی تکلیف کے باوجود لیٹ کر آرام نہیں کرتا تھا۔ ہندوستان، پاکستان اور پاگلوں کے تبادلے کے متعلق جب کبھی پاگل خانے میں گفتگو ہوتی تھی تو وہ غور سے سنتا تھا۔ کوئی اس سے پوچھتا کہ اس کا کیا خیال ہے تو وہ بڑی سنجیدگی سے جواب دیتا: ''اوپڑ دی گڑگڑ دی انیکس دی بے دھیانا دی منگ دی وال آف دی پاکستان گورنمنٹ''۔

لیکن بعد میں آف دی پاکستان گورنمنٹ، کی جگہ 'اوف دی ٹوبہ ٹیک سنگھ گورنمنٹ' نے لے لی اور اس نے دوسرے پاگلوں سے پوچھنا شروع کیا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے جہاں کا وہ رہنے والا ہے لیکن کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ پاکستان میں ہے یا ہندوستان میں۔ جو بتانے کی کوشش کرتے تھے، وہ خود اس الجھاؤ میں گرفتار ہو جاتے تھے کہ سیالکوٹ پہلے ہندوستان میں ہوتا تھا پر اب سنا ہے کہ پاکستان میں ہے، کیا پتا ہے کہ لاہور جواب پاکستان میں ہے کل ہندوستان میں چلا جائے یا سارا ہندوستان ہی پاکستان بن جائے، اور یہ بھی کون سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں کسی دن سرے سے غائب ہی ہو جائیں۔

اس سکھ پاگل کے کیس چھدرے ہو کر بہت مختصر رہ گئے تھے۔ چونکہ بہت کم نہاتا تھا اس لئے داڑھی اور سر کے بال آپس میں جم گئے تھے جس کے باعث اس کی شکل بڑی بھیانک ہو گئی تھی مگر آدمی بے ضرر تھا۔ پندرہ برسوں میں اس نے کبھی کسی سے جھگڑا فساد نہیں کیا تھا۔ پاگل خانے کے جو پرانے ملازم تھے، وہ اس کے متعلق جانتے تھے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس کی کئی زمینیں تھیں۔ اچھا کھاتا پیتا زمیندار تھا کہ اچانک دماغ الٹ گیا۔ اس کے رشتہ دار لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں میں اسے باندھ کر لائے اور پاگل خانے میں داخل کرا گئے۔

مہینے میں ایک بار ملاقات کے لوگ آتے تھے اور اس کی خیر خیریت دریافت کر کے چلے جاتے تھے۔ ایک مدت تک یہ سلسلہ جاری رہا پر جب پاکستان، ہندوستان کی گڑبڑ شروع ہوئی تو ان کا آنا بند ہو گیا۔

اس کا نام بشن سنگھ تھا مگر سب اسے ٹوبہ ٹیک سنگھ کہتے تھے۔ اس کو یہ قطعاً معلوم نہیں تھا کہ دن کون سا ہے، مہینہ کون سا ہے یا کتنے سال بیت چکے ہیں لیکن ہر مہینے جب اس کے عزیز و اقارب اس سے ملنے کے لئے آتے تھے تو اسے اپنے آپ پتا چل جاتا تھا چنانچہ وہ دفعدار سے کہتا کہ اس کی ملاقات آ رہی ہے۔ اس دن وہ اچھی طرح نہاتا، بدن پر خوب صابن گھستا اور سر میں تیل لگا کر کنگھا کرتا۔ اپنے کپڑے جو وہ کبھی استعمال نہیں کرتا تھا، نکلوا کے پہنتا اور یوں سج بن کر ملنے والوں کے پاس جاتا۔ وہ اس سے کچھ پوچھتے تو وہ خاموش رہتا یا کبھی کبھار ''اوپڑ دی گڑگڑ دی انیکس دی بے دھیانا دی منگ دی وال آف دی لالٹین'' کہہ دیتا۔

اس کی ایک لڑکی تھی جو ہر مہینے ایک انگلی بڑھتی بڑھتی پندرہ برسوں میں جوان ہو گئی تھی۔ بشن سنگھ اس کو پہچانتا ہی نہیں تھا۔ وہ بچّی تھی جب بھی اپنے باپ کو دیکھ کر روتی تھی، جوان ہوئی تب بھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔

پاکستان اور ہندوستان کا قصّہ شروع ہوا تو اس نے دوسرے پاگلوں سے پوچھنا شروع کیا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے۔ جب اطمینان بخش جواب نہ ملا تو اس کی کرید دن بدن بڑھتی گئی۔ اب ملاقات بھی نہیں آتی تھی۔ پہلے تو اسے اپنے آپ پتا چل جاتا تھا کہ ملنے والے آ رہے ہیں پر اب جیسے اس کے دل کی آواز بھی بند ہو گئی تھی جو اسے ان کی آمد کی خبر دے دیا کرتی تھی۔

اس کی بڑی خواہش تھی کہ وہ لوگ آئیں جو اس سے ہمدردی کا اظہار کرتے تھے اور اس کے لئے پھل، مٹھائیاں اور کپڑے لاتے تھے۔ وہ اگر ان سے پوچھتا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے تو وہ یقیناً اسے بتا دیتے کہ پاکستان میں ہے یا ہندوستان میں کیونکہ اس کا خیال تھا کہ وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ہی سے آتے ہیں جہاں اس کی زمینیں ہیں۔

پاگل خانے میں ایک پاگل ایسا بھی تھا جو خود کو خدا کہتا تھا۔ اس سے جب ایک روز بشن سنگھ نے پوچھا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ پاکستان میں ہے یا ہندوستان میں تو اس نے حسبِ عادت قہقہہ لگایا اور کہا: ''وہ پاکستان میں ہے نہ ہندوستان میں۔ اس لئے کہ ہم نے ابھی تک حکم نہیں دیا''۔

بشن سنگھ نے اس خدا سے کئی مرتبہ بڑی منّت سماجت سے کہا کہ وہ حکم دے دے تاکہ جھنجھٹ ختم

ہو، مگر وہ بہت مصروف تھا اس لئے کہ اسے اور بے شمار حکم دینے تھے۔ ایک دن تنگ آ کر وہ اس پر برس پڑا: ''اوپڑ دی گڑ گڑ دی انیکس دی بے دھیانا دی منگ دی وال آف واہے گورجی دا خالصہ اینڈ واہے گورو جی کی فتح...... جو بولے سونہال، ست سری اکال''۔

اس کا شاید یہ مطلب تھا کہ تم مسلمانوں کے خدا ہو...... سکھوں کے خدا ہوتے تو ضرور میری سنتے۔

تبادلے سے کچھ دن پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک مسلمان دوست ملاقات کے لئے آیا۔ پہلے وہ کبھی نہیں آیا تھا۔ جب بشن سنگھ نے اسے دیکھا تو ایک طرف ہٹ گیا اور واپس جانے لگا، مگر سپاہیوں نے اسے روکا: ''یہ تم سے ملنے آیا ہے...... تمہارا دوست فضل دین ہے''۔

بشن سنگھ نے فضل دین کو ایک نظر دیکھا اور کچھ بڑبڑانے لگا۔ فضل دین نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا: ''میں بہت دنوں سے سوچ رہا تھا کہ تم سے ملوں لیکن فرصت ہی نہ ملی...... تمہارے سب آدمی خیرت سے ہندوستان چلے گئے...... مجھ سے جتنی مدد ہو سکی، میں نے کی...... تمہاری بیٹی روپ کور......''

وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ بشن سنگھ کچھ یاد کرنے لگا: ''بیٹی روپ کور؟''

فضل دین نے رک رک کر کہا: ''ہاں وہ ...... وہ...... بھی ٹھیک ٹھاک ہے...... ان کے ساتھ ہی چلی گئی''۔

بشن سنگھ خاموش رہا۔ فضل دین نے کہنا شروع کیا: ''انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہاری خیر خیریت پوچھتا رہوں...... اب میں نے سنا ہے کہ تم ہندوستان جا رہے ہو...... بھائی بلبیر سنگھ اور بھائی ودھاوا سنگھ سے میرا سلام کہنا...... اور بہن امرت کور سے بھی...... بھائی بلبیر سے کہنا فضل دین راضی خوشی ہے...... دو بھوری بھینسیں جو وہ چھوڑ گئے تھے، ان میں سے ایک نے کٹا دیا ہے...... اور دوسری کے کٹی ہوئی تھی پر وہ چھ دن کی ہو کے مر گئی...... اور...... میرے لائق جو خدمت ہو، میں ہر وقت تیار ہوں...... اور یہ تمہارے لئے تھوڑے سے مرونڈے لایا ہوں''۔

بشن سنگھ نے مرونڈوں کی پوٹلی لے کر پاس کھڑے سپاہی کے حوالے کر دی اور فضل دین سے پوچھا: ''ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے؟''

فضل دین نے قدرے حیرت سے کہا: ''کہاں ہے...... وہیں ہے جہاں تھا''۔

بشن سنگھ نے پھر پوچھا: ''پاکستان میں یا ہندوستان میں؟'' فضل دین بوکھلا سا گیا۔

بشن سنگھ بڑبڑاتا ہوا چلا گیا: ''اوپڑ دی گڑ گڑ دی انیکس دی بے دھیانا دی منگ دی وال آف دی پاکستان اینڈ ہندوستان آف دی در فٹے منہ!''

تبادلے کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ ادھر سے ادھر، اور ادھر سے ادھر آنے والے پاگلوں کی فہرستیں پہنچ گئی تھیں اور تبادلے کا دن بھی مقرر ہو چکا تھا۔

سخت سردیاں تھیں جب لاہور کے پاگل خانے سے ہندو، سکھ پاگلوں سے بھری ہوئی لاریاں پولیس کے محافظ دستے کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ متعلقہ افسر بھی ہمراہ تھے۔ واہگہ کے بارڈر پر طرفین کے سپرنٹنڈنٹ ایک دوسرے سے ملے اور ابتدائی کارروائی ختم ہونے کے بعد تبادلہ شروع ہو گیا جو رات بھر جاری رہا۔

پاگلوں کو لاریوں سے نکالنا اور ان کو دوسرے افسروں کے حوالے کرنا بڑا کٹھن کام تھا۔ بعض تو باہر نکلتے ہی نہیں تھے جو نکلنے پر رضا مند ہوتے تھے، ان کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا تھا کیونکہ ادھر ادھر بھاگ اٹھتے تھے۔ جو ننگے تھے، ان کو کپڑے پہنائے جاتے تو وہ پھاڑ کر اپنے تن سے جدا کر دیتے...... کوئی گالیاں بک رہا ہے۔ کوئی گا رہا ہے۔ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ رو رہے ہیں، بلک رہے ہیں۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی...... پاگل عورتوں کا شور و غوغا الگ تھا اور سردی اتنی کڑاکے کی تھی کہ دانت سے دانت بج رہے تھے۔

پاگلوں کی اکثریت اس تبادلے کے حق میں نہیں تھی، اس لئے کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ انہیں اپنی جگہ سے اکھاڑ کر کہاں پھینکا جا رہا ہے۔ وہ چند جو کچھ سوچ سمجھ سکتے تھے، ''پاکستان زندہ باد'' اور ''پاکستان مردہ باد'' کے نعرے لگا رہے تھے۔ دو تین مرتبہ فساد ہوتے ہوتے بچا کیونکہ بعض مسلمانوں اور سکھوں کو یہ نعرے سن کر طیش آ گیا تھا۔

جب بشن سنگھ کی باری آئی اور واہگہ کے اس پار متعلقہ افسر اس کا نام رجسٹر میں درج کرنے لگا تو اس نے پوچھا: ''ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے...... پاکستان میں یا ہندوستان میں؟''

متعلقہ افسر ہنسا: ''پاکستان میں''۔

یہ سن کر بشن سنگھ اچھل کر ایک طرف ہٹا اور دوڑ کر اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ پاکستانی سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا اور دوسری طرف لے جانے لگے، مگر اس نے چلنے سے انکار کر دیا: ''ٹوبہ ٹیک سنگھ یہاں ہے......'' اور زور زور سے چلانے لگا: ''اوپڑ دی گڑ گڑ دی انیکس دی بے دھیانا دی منگ دی وال آف ٹوبہ ٹیک سنگھ اینڈ پاکستان''۔

اسے بہت سمجھایا گیا کہ دیکھو اب ٹوبہ ٹیک سنگھ ہندوستان میں چلا گیا ہے...... اگر نہیں گیا تو اسے فوراً وہاں بھیج دیا جائے گا، مگر وہ نہ مانا۔ جب اسے زبردستی دوسری طرف لے جانے کی کوشش کی گئی تو وہ درمیان میں ایک جگہ اس انداز میں اپنی سوجی ہوئی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا جیسے اب اسے کوئی طاقت وہاں سے نہیں ہلا سکے گی۔

آدمی چونکہ بے ضرر تھا اس لئے اس سے مزید زبردستی نہ کی گئی۔ اس کو وہیں کھڑا رہنے دیا گیا اور تبادلے کا باقی کام ہوتا رہا۔

سورج نکلنے سے پہلے ساکت و صامت بشن سنگھ کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی...... ادھر ادھر سے کئی افسر دوڑے آئے اور دیکھا کہ وہ آدمی جو پندرہ برس تک دن رات اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہا تھا، اوندھے منہ لیٹا ہے۔ ادھر خاردار تاروں کے پیچھے ہندوستان تھا...... ادھر ویسے ہی تاروں کے پیچھے پاکستان۔ درمیان میں زمین کے اس ٹکڑے پر جس کا کوئی نام نہیں تھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ پڑا تھا۔

(نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع شدہ ڈاکٹر آصف ریاض قدیر کی مرتب کردہ افسانوں کی کتاب ''میرے پسندیدہ افسانے'' سے انتخاب)

’’بہتر نشتر‘‘ این بی ایف کی منفرد کاوش

مبصر: محمد حسین ملک
(شاعر، سابق اے وی پی بنک آف پنجاب)

کتاب ایک ایسی روشنی ہے جو صدیوں سے تاریک ذہنوں کو منور کرنے کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ کتاب سینہ بہ سینہ چلنے والے علوم کی منضبط شکل ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت و دانائی کے حصول کا بنیادی ذریعہ ہے۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن مستقل مطالعے کی عادت کو فروغ دینے کے لیے مسلسل مصروفِ عمل ہے۔ سائنس، فلسفہ، شعر و ادب، اسلامیات، جغرافیہ، اخلاقیات، حالاتِ حاضرہ، حکمت و دانائی کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی کتب کی اشاعت تسلسل سے جاری ہے۔ زیرِ نظر کتاب ’’بہتر نشتر‘‘ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو صاحبانِ ذوق اور ادب کے طلباء و طالبات کے لیے ایک پُرکشش تحفہ ثابت ہوگی۔ ’’بہتر نشتر‘‘ معروف سنجیدہ مزاج گو شاعر ڈاکٹر بدر منیر نے بہت شوق اور محنت سے مرتب کی ہے۔

کتاب کا منفرد نام ’’بہتر نشتر‘‘ تھوڑی سی وضاحت کا طالب ہے۔ اہلِ ذوق جانتے ہیں کہ میر تقی میر کو اُردو غزل کی آبرو قرار دیا گیا ہے، ان کی غزلوں کے بے شمار اشعار زبان زدِ خاص و عام ہوئے۔ ان کے کلام کے متعدد انتخاب منظرِ عام پر آئے اور میر کے بہتر نشتر کی اصطلاح بہت مشہور ہوئی۔ ’’بہتر نشتر‘‘ کے نام سے کتاب ترتیب دینے کا سلسلہ کیسے شروع ہوا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر بدر منیر کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں ’’بہتر نشتر‘‘ کی اصطلاح پر غور کرتے ہوئے ایک دن ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ میرؔ ہی کے بہتر نشتر کیوں؟ دیگر شعرا کے کیوں نہیں؟ یہی تصور زیرِ نظر کتاب ’’بہتر نشتر‘‘ کی تالیف کا محرک بنا۔ قدیم اور جدید دور کے چند اہم شعرا کی فہرست مرتب کی اور پھر ان کے کلام سے بہتر بہتر نشتر تلاش کیے گئے۔ اس مقصد کے لیے مذکورہ شعرا کے کلیات اور کتب میرے پیشِ نظر رہی ہیں، تلاش کا یہ سفر انتہائی پر لطف اور خوشگوار رہا، اس سفر کا حاصل اگلے صفحات میں آپ کی نذر کیا جا رہا ہے۔‘‘

ڈاکٹر بدر منیر نے اس کتاب میں میر تقی میر کے علاوہ اہم قدیم و جدید شعراء غالب، اکبر الہ آبادی، علامہ اقبال، فراق، جگر، فیض، ضمیر جعفری، ناصر کاظمی، احمد فراز، جون ایلیا، شکیب جلالی، جمال احسانی اور پروین شاکر کے بہتر بہتر اشعار انتہائی کڑا انتخاب کیا ہے۔ نشتر ایسے اشعار کو کہتے ہیں جو سنتے ہی دل میں اتر جائیں اور منہ سے بے اختیار آہ یا واہ نکل جائے۔ کتاب میں موجود اشعار خیال کی ہمہ گیری، اسلوب کی چاشنی اور نشتریت کے باعث لوگوں کے قارئین کو ضرور اپنی طرف متوجہ کریں گے۔ کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے لیے ہر شاعر کے منتخب اشعار سے پہلے اس کا مختصر تعارف درج کر دیا گیا ہے۔

کتاب کے آخری حصے میں ’’اردو شاعری کے بہتر نشتر‘‘ کے عنوان سے ولی دکنی سے موجودہ دور کے شعرا کے زبان زدِ عام اشعار ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں، جس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ میر تقی میر کے بہتر نشتر کی اصطلاح مشہور تو ہوئی لیکن یہ مسئلہ اپنی جگہ برقرار رہا کہ وہ کون سے بہتر اشعار ہیں جو نشتر کہلائے۔ اس بارے میں مرتب کی دلچسپ تحقیق بھی دیباچے کا حصہ ہے۔

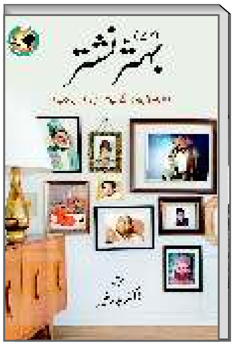

ڈاکٹر بدر منیر نے ’’بہتر نشتر‘‘ کی صورت میں اشعار کا ایک ایسا گل دستہ تیار کیا ہے جو ادب کے طلباء و طالبات کو نہ صرف اپنی طرف متوجہ کرے گا بلکہ ادب کی دنیا میں نو واردان کے لیے بھی لطف اور کشش کا باعث ہوگا۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن نے کتاب نہایت سلیقے سے شائع کی ہے۔ کتاب کی قیمت بہت ہی قلیل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ آپ کے دل و دماغ میں مسرتیں اور لطافتیں بکھیر دے گا۔

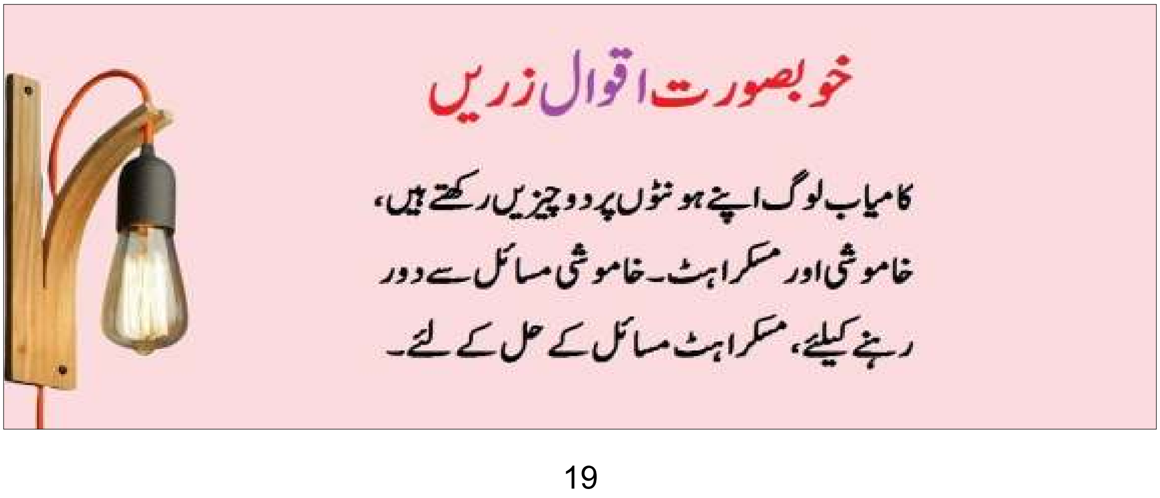

اپنا اپنا حصہ

حماد الرحمان گورایہ

''بس مما! میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم یہاں کبھی نہیں رہیں گے۔ ساری مصیبتیں یہیں اکٹھی ہو چکی ہیں۔ کبھی بجلی بند اور کبھی پانی بند۔ یہ بھی کوئی بات ہے بھلا۔ جب میں اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ جاؤں گا تو آپ بھی ساتھ چلیے گا، پھر میں وہیں نوکری کروں گا اور مزے سے دن گزاریں گے۔ میرے دو، تین دوست بھی وہیں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہاں سب سہولتیں ملیں گی۔ آپ کو پتا ہے مما! امریکہ میں کبھی بجلی نہیں جاتی، یہاں تو لوڈشیڈنگ جان ہی نہیں چھوڑتی۔''

صہیب کھانے کے بعد مسلسل بولے جا رہا تھا اور اس کی مما حیرانی سے اپنے دس سالہ بیٹے کی باتیں سن رہی تھیں وہ ابھی سکول سے واپس آیا تھا اور بجلی کے ساتھ پانی بھی بند پایا تو خوب بولا اور ایسے جنھیں سن کر اس کی مما سخت پریشان ہوگئیں۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ ان کا بیٹا ایسے بھی سوچ سکتا ہے۔

''لیکن ابھی دیر نہیں ہوئی'' انھوں نے دل میں سوچا اور پکا ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے بیٹے صہیب کی اس سوچ کو پختہ ہونے سے پہلے ہی اس کے ذہن سے کھرچ دیں گی۔ ابھی وہ کچھ کہنے کا سوچ ہی رہی تھیں کہ فون کی گھنٹی بجی تو صہیب سننے کے لیے بھاگ پڑا اور وہ ذہن میں مناسب الفاظ ترتیب دینے لگیں کہ صہیب سے کیا کہیں گی۔

صہیب کی امی اپنی سوچ میں مگن تھیں کہ صہیب فون سن کر واپس آ گیا اور انھیں سوچ میں گم دیکھ کر بولا۔

''آپ کہاں گم ہیں مما''

اپنے بیٹے کی آواز سن کر وہ ایک دم چونک سی گئیں تو وہ کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ انھوں نے محبت سے اس کے سر پر چپت رسید کی اور بولیں۔ تمھیں یاد ہے چار دن کے بعد ہم دونوں کی سالگرہ ہے۔ اس بار کسی ہوٹل میں جانے کے بجائے ایک نئے انداز سے سالگرہ منائیں گے۔

''ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے مگر مکمل تفصیلات تو بتائیں'' صہیب نے پوچھا۔ نہیں بیٹا! تب تک ٹاپ سیکرٹ ہے۔ انھوں نے ہنس کر جواب دیا تو وہ بھی سر ہلا کر مسکرانے لگا۔

صہیب کی امی کی سالگرہ 14 اگست، جب کہ صہیب کی اپنی برتھ ڈے 10، اگست تھی مگر وہ ہمیشہ 14 اگست کو اپنی سالگرہ مناتے تھے۔ صہیب اکثر اپنی امی کو چھیڑتا، کہتا کہ آپ 14 اگست 1947ء کو پیدا ہوئی تھیں تو جواباً کہتیں کہ ہاں تو صہیب خوب مسکراتا۔ صہیب کی مما سوچ رہی تھیں کہ ان کی تربیت میں کوئی کمی رہ گئی ہے، جس کی وجہ سے صہیب کی سوچ ایسی ہوگئی ہے، انھیں اپنے پیارے وطن پاکستان سے بہت محبت تھی، وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں کہ وہ کہیں اور جا کر رہیں۔ نہیں، ہرگز نہیں مجھے ہر حال میں صہیب کی سوچ بدلنی ہوگی۔ انھوں نے دل میں پکا ارادہ کر لیا۔

13 اگست کی شب انھوں نے اپنا گھر جھنڈیوں سے سجالیا، اگلی صبح آزادی کا دن 14 اگست کی صبح ہی سے دونوں ماں بیٹا مصروف تھے۔ صہیب اچھے کپڑے پہن رہا تھا۔ اس کی امی اس کے پسند کے کھانے بنا رہی تھی، آخر 10 بجے دونوں تیار ہو کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ سامان گاڑی میں رکھا اور چل پڑے۔ صہیب ابھی تک اپنی امی کے پروگرام سے بے خبر تھا۔ 14 اگست کی وجہ سے جگہ جگہ جھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ ترانے زور و شور سے بج رہے تھے، ایسا لگتا تھا جیسے ابھی ابھی آزادی کی نعمت ملی ہو۔ دونوں خاموشی سے مگن ہو کر ماحول میں گم تھے۔ جب گاڑی رکی تو صہیب نے دیکھا کہ وہ مینار پاکستان کے

کنارے کھڑے ہیں۔ اس نے حیرت اور خوشی سے اپنی امی کے طرف دیکھا اور بولا ''اچھا تو یہ تھا آپ کا پروگرام۔ واہ امی! خوب مزہ آئے گا۔ آج تو اس اقبال پارک کی بھی سالگرہ ہے؟'' تو انھوں نے جواب دیا'' ہاں! آج میں تمھیں ایک کہانی بھی سناؤں گی جو میں روزانہ تمھارے نانا ابو سے سنا کرتی تھی۔ مجھے پہلے ہی یہ کہانی سنانی چاہیے تھی مگر خیر اب بھی دیر نہیں ہوئی۔ چلو مینار کی سیر کریں۔'' مینار کے نچلے حصہ میں جا کر صہیب کی امی رک گئیں اور صہیب سے کہا کہ وہ اس قرارداد کو پڑھے جو یہاں لکھی ہے۔

دونوں خاموشی سے قرارداد پڑھتے رہے۔

صہیب نے یہ کچھ کتابوں میں پڑھا تھا مگر یہاں سب پڑھتے ہوئے وہ محسوس کر رہا تھا کہ جیسے وہ ''قرارداد'' پڑھنے کے بجائے اپنے ''عظیم قائد'' کی آواز میں سن رہا ہے۔ کچھ دیر بعد اس کی مما نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ یکدم چونک سا گیا، اب وہ دونوں سیڑھیوں کے ذریعے مینار پر چڑھ رہے تھے، جب وہ دونوں اوپر پہنچے تو انھوں نے اپنے بیٹے کو وہ کہانی سنانی شروع کی جو انھوں نے اپنے والد سے سنی تھی۔

جانتے ہو بیٹا یہ ملک جس کی آج ہم قدر نہیں کرتے اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت تھا اور اس کو حاصل کرنا اتنا آسان نہ تھا، اس کی صحیح قدر وہ لوگ جانتے ہیں جو 14 اگست 1047ء کو ہندوستان سے ہجرت کر کے یہاں آئے تھے۔ میں تمھیں یہ پوری تاریخ نہیں بتاؤں گی، کیونکہ تم سب کچھ جانتے

ہو کہ یہ ملک ہم نے کس طرح حاصل کیا، مگر آج لوگ اس میں کس طرح رہ رہے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ تم سوچ رہے ہو گے کہ جب لوگ ملک کی قدر نہیں کرتے اور ذاتی مفادات کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ تو میرا جواب یہ ہے کہ ہم اپنا اپنا حصہ پورا کر سکتے ہیں۔ اپنا اپنا فرض ادا کر سکتے ہیں۔ پاکستان کی اصلاح نہیں کر سکتے تو ہم اپنا فرض، اپنی ذمہ داری تو پوری طرح ادا کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارا محبت اور محنت سے بنایا ہوا گھر کسی خرابی کا شکار ہو تو کیا ہم کسی اچھی جگہ کے لیے اسے چھوڑ دیں گے۔ جگہ بھی ایسی جہاں ہماری اپنی شناخت نہ ہو بلکہ ہم غیروں کی طرح رہیں۔ نہیں بیٹا! ہم اپنے گھر، اپنی شناخت کے بغیر کہیں بھی نہیں رہ سکتے۔ ہمیں اپنے ملک کی خرابیوں کو دور کرنا ہوگا۔ یہ ملک ہم نے یونہی حاصل نہیں کیا۔ اس کے لیے ہمارے بزرگوں نے بہت کچھ کھویا ہے۔ اس جگہ کا ذرہ ذرہ اس بات کا گواہ ہے۔

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی مما نے یہ سب باتیں اس سے کیوں کی ہیں۔ وہ بولا، مما میں سمجھ گیا کہ آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ اتنی دکھی ہو جائیں گی، مگر اب میں سمجھ گیا ہوں کہ ہمیں یہیں رہنا ہے۔ میں اپنے دوستوں کو بھی سمجھاؤں گا اور یہ سب باتیں بھی بتاؤں گا۔ آیئے اب بادشاہی مسجد چلیں۔

مسجد جا کر کیا کرو گے؟ انھوں نے سوال کیا۔ وہاں جا کر شکرانے کے نوافل پڑھیں گے ٹھیک ہے نا! اس نے کہا، مما میں اپنے دوستوں کو بھی سمجھاؤں گا اگر وہ مان گئے تو ٹھیک ہے ورنہ۔۔۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔

ورنہ۔۔۔۔۔ ورنہ کیا؟ انہوں نے جلدی سے پوچھا تو صہیب مسکرایا اور کہا۔

پھر اپنی اپنی قسمت اور اپنا اپنا حصہ۔۔۔۔

(نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع کردہ حماد الرحمان گورایہ کی کتاب ’’اپنا اپنا حصہ‘‘ سے انتخاب)

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی ’’ایس ایم ایس سروس‘‘ جاری ہے

این بی ایف کی نئی کتابوں کی اشاعت اور دیگر سرگرمیوں کے بارے میں آگاہ رہنے کے لیے اپنا موبائل نمبر/ایڈریس ای میل کریں

نیشنل بک فاؤنڈیشن نے اپنی روزمرہ کی اہم سرگرمیوں اور اپنی شائع ہونے والی تازہ مطبوعات کے بارے میں اہلِ قلم، شائقین کتب، دانش وروں اور ریڈرز کلب کے ممبران کو باخبر رکھنے کے لیے 2014ء سے SMS سروس کا آغاز کر رکھا ہے جس کے تحت روزانہ بے شمار لوگوں کو پیغامات اور خبریں بھیجی جاتی ہیں۔ این بی ایف کی یہ اسکیم کامیابی سے جاری ہے۔ اگر آپ بھی این بی ایف کی تازہ مطبوعات یا دیگر سرگرمیوں سے آگاہ رہنا چاہتے ہوں تو ذیل میں دیئے گئے موبائل فون پر اپنا موبائل نمبر، ایڈریس اور ای میل نمبر SMS کریں یا e-mail کریں۔

فیصل شعیب عثمانی: 0305-9835508
(انچارج آئی ٹی سیکشن)

ای میل: sms@nbf.org.pk

فون نمبر: 051-2280414

زبان زدعام مصرعے اور اشعار

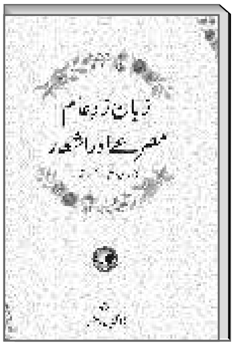

❖

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ
(علامہ اقبال)

❖

آ رہی ہے چاہِ یوسف سے صدا
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت
(الطاف حسین حالی)

❖

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میؔر سے صحبت نہیں رہی
(میر تقی میر)

❖

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن
آخری عمر میں کیا خاک مسلماں ہوں گے
(مومن خان مومن)

❖

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے
(مولانا ظفر علی خان)

❖

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں
(اکبر الہ آبادی)

❖

رُخِ روشن کے آگے رکھ کے شمع وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے
(داغ دہلوی)

❖

تم کو آتا ہے پیار پر غصہ
مجھ کو غصے پہ پیار آتا ہے
(امیر مینائی)

❖

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دیے میں جان ہو گی وہ دیا رہ جائے گا
(محشر بدایونی)

❖

یہ اعجاز ہے حسنِ آوارگی کا
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے
(حبیب جالب)

❖

اے وطن تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا
ترے بیٹے ترے جانباز چلے آتے ہیں
(سیف الدین سیف)

❖

دل کے دریا کو کسی روز اتر جانا ہے
اتنا بے سمت نہ چل لوٹ کے گھر جانا ہے
(امجد اسلام امجد)

❖

جب بھی آتا ہے ترا نام مرے نام کے ساتھ
جانے کیوں لوگ مرے نام سے جل جاتے ہیں
(قتیل شفائی)

❖

کاش دُنیا کے مسائل کو سمجھنے کے لیے
تم نے کچھ دن مری دنیا میں گزارے ہوتے
(رئیس امروہی)

❖

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے
(صادق حسین صادق)

❖

حیات لے کے چلو، کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو سات لے کے چلو
(مخدوم محی الدین)

❖

ایک مدت سے مری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے
(عباس تابش)

❖

جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں
بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے
(پروین شاکر)

(نیشنل بک فاؤنڈیشن سے شائع ہونے والی ڈاکٹر بدر منیر کی مرتبہ ”زبان زدِعام مصرعے اور اشعار“ سے انتخاب)

اولیاءاور بزرگانِ دین کی حکایات

☆

شعلہ: واقفِ اسرارِ الٰہی اور مقبول ابرار فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ایک مناجات میں کہا ہے کہ! اے خدا دین داروں کو دین بخش اور کافروں کو کفر لیکن مجھے دردِ دل کا ایک ذرہ سا عطا کر!

شعلہ: ایک دن دو مریدوں نے اپنے پیر سے پوچھا کہ خدا کا وصال کس طرح حاصل ہوسکتا ہے؟ کہنے لگے کہ مرنے کے بعد۔ یہ سن کر ان میں سے ایک نے صحرا کا راستہ اختیار کیا اور یہ روش اختیار کی کہ جب بھی آپ کا نفس کچھ کھانے کی خواہش کرتا تو جواب میں کہتے تھے کہ مردہ بھی کچھ کھاتا ہے کیا؟ مطلب یہ کہ جب بھی اس کے نفس نے اس قسم کی خواہش کی تو اس کا وہی جواب تھا۔ اس طرح جب اچھا خاصا وقت گزرا تو اس شخص پر حقیقتِ حال کے انکشافات ہونے لگے اور اسے خدا کا وصال نصیب ہوا۔ اس کے بعد وہ لوٹ کر اپنے پیر کی مجلس میں آیا۔ اتفاق سے اس کا دوسرا دوست اسی دن اپنے پیر سے وہی سوال کرنے لگا جس پر پیر نے کہا کہ تم اب تک سوال کر رہے ہو جس نے میرے کہنے پر عمل کیا وہ واصل باللہ ہوگیا۔

شعلہ: ایک دن سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان التارکین شیخ ابراہیم ادھم کو کہا کہ آج رات ہمارے ہاں روزہ افطار کریں۔ اُنھوں نے یہ دعوت قبول کی اور افطار کے وقت آ کر حاضر ہوئے۔ شیخ بایزید نے اس وقت بارگاہِ رب العزت میں ہاتھ اٹھا کر طعام کی طلب کی فوراً طعام کے طبق آ گئے جو دونوں نے بیٹھ کر کھائے۔ رخصت ہوتے وقت ابراہیم ادھم نے بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کیا کہ کل ہمارے ہاں روزہ افطار کریں۔ بایزید نے قبول کیا اور مقررہ وقت پر آ کر حاضر ہوئے۔ ابراہیم ادھم نے بھی خدا کی درگاہ میں ہاتھ اٹھا کر طعام کے لیے دعا کی تو کچھ دیر ہوئی نہ تھی کہ شامیانے اور قناتیں لگ گئیں اور زمین پر کئی اقسام کے فرش بچھائے گئے اور ان شامیانوں کے اندر سونے اور چاندی کے برتن بھی رکھے گئے اور انواع واقسام کے طعام بھی لگ گئے۔ اس کے بعد دونوں نے مل کر وہ طعام کھائے۔ جب طعام کھا کر ختم کیا، تو بایزید منہ اوپر کر کے عرض کرنے لگے کہ یا اللہ! جب میں نے طعام کی درخواست کی تو فقط دو بندوں کی ضرورت جتنا طعام عنایت کیا لیکن ابراہیم ادھم کو اتنی نعمتیں۔ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ اے بایزید! تم ہماری راہ میں جو بھی چھوڑ کر آئے اس مناسبت سے تمھیں دیا لیکن ابراہیم ادھم ہمارے واسطے بادشاہی بھی چھوڑ آیا تو اس کو اس انداز سے عطا کیا۔ ۲۰۶

شعلہ: ایک دن کوئی بادشاہ شکار کی خاطر ایک طرف روانہ ہوا۔ حکم کیا کہ جس کے سامنے جو شکار آئے وہ فقط اس کا شکار کرے اور دوسرے کے پیچھے نہ پڑے۔ اتفاق سے ایک ہرن اس کے سامنے آ کر گزرا۔ بادشاہ نے اپنا گھوڑا اس کے پیچھے چھوڑا لیکن ہرن آگے نکل گیا اور بادشاہ اس کے پیچھے جنگل میں بہت آگے چلا گیا اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہوگیا اور یُوں چلتے چلتے بے حال ہوگیا۔ وہاں پیاس نے بھی تنگ کیا وہ پانی کے لیے معلوم کر رہا تھا لیکن کہیں سے بھی پانی نہ مل رہا تھا بلکہ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ بھی دوسرے سپاہیوں کی طرح ایک معمولی سپاہی ہے حتیٰ کہ اپنے لشکر والوں نے اس کو پالیا۔ بس اس کے بعد تو ان لوگوں نے گھیر لیا اور آپ کی بڑی تعظیم کرنے لگے۔ فوری طور صاف اور ٹھنڈا پانی لا کر

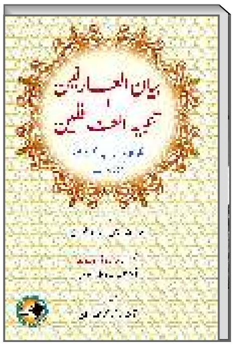

حاضر کیا۔ یہ حکایت بیان کر کے حضرت نے فرمایا کہ ذکر فکر کے سوا ایسے ہی ہے جیسے بادشاہ لشکر کے بغیر! ۲۰۷

شعلہ: کہتے ہیں کہ ایک بزرگ بڑے عارفِ وقت تھے جب وہ وعظ کرتے تھے تو وقت کے بادشاہ اور دوسرے عالم اور معزز آ کر اکٹھے ہوتے تھے۔ سب لوگ بڑے خواہ چھوٹے آپ سے متاثر تھے اور آپ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ کوئی بھی آپ کی بات کو ٹال نہیں سکتا تھا۔ آخر اُن بزرگ کے نفس میں وسوسہ پیدا ہوا کہ میں واقعی برگزیدہ بندہ ہوں اور سب لوگ اس لیے میری عزت کرتے ہیں۔ ایک دن بزرگ اپنے نفس کی صورتِ حال کو سمجھ گیا اور نفس کو مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مجھے تم نے اس جال میں پھنسایا ہے اب دیکھنا کہ میں تم سے کیا کرتا ہوں؟ ایک دن جب وعظ کی مجلس ختم ہوئی تو رات کو شہر کی مشہور طوائف کے پاس گئے اور اس سے دریافت کرنے لگے کہ ایک رات کی تمھیں کتنی اجرت ملتی ہے؟ اس عورت نے جتنے پیسے بتائے اس بزرگ نے اتنے دیئے اور اپنا مصلیٰ بھی اس کے حوالے کیا۔ مزید کہا کہ کل جب دن ہو اور میں وعظ کی مجلس میں مشغول ہوں اور کافی لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہوں تو تم

وہاں آنا اور یہ مصلاّ جائے نماز اٹھا کر میرے منہ پر مارنا اور کہنا کہ لو اپنا مصلاّ جو گزشتہ شب تم نے میرے پاس گروی رکھا تھا اور اب مجھے اپنا معاوضہ دو۔ دوسرے دن عورت نے ایسا ہی کیا اور جب وہ بزرگ وعظ میں مشغول تھے اور بادشاہِ وقت اور دوسری مخلوق بھی بیٹھی ہوئی تھی تو عورت نے مصلاّ اٹھا کر آپ کے منہ پر مارا اور اپنا معاوضہ مانگنے لگی۔ یہ دیکھ کر بادشاہ اور دیگر لوگ بہت بدظن ہوئے اور بزرگ کو جو او پر منبر پر چڑھ کر وعظ کر رہے تھے اسے اتار کر جتنا اُسے بے عزت کرنا تھا وہ کیا بلکہ آپ کی گردن میں رسی ڈال کر شہر میں گھمایا اور آخر میں جلا وطن بھی کر دیا۔ تب وہ بزرگ اپنے نفس کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم نے مجھے گمراہ کیا تو اس کا بدلہ تمھیں ملنا چاہیے تھا۔۲۰۹

شعلہ: ایک دن کچھ علما زمانے کی عارفہ بی بی رابعہ بصریؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر کوئی فقط ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے اور ''محمد الرّسول اللہ'' نہیں کہتا تو وہ کافر ہے لیکن اگر ''لاالـــہ الااللہ محـمد رسول اللہ'' ساتھ کہتا ہے تو گویا شرک کرتا ہے۔ اس سلسلے میں تمھاری کیا رائے ہے۔ بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ میرے خیال کے مطابق ''محـمد الرّسول اللہ بھی لاالہ الااللہ'' میں سمایا ہوا ہے کیونکہ وہ غیر نہیں ہے۔ ان علما کو یہ قول پسند آیا۔

شعلہ: ایک درویش اپنی داڑھی کو کنگھی کرنے کو تھے کہ خدا کی طرف سے آواز آئی کہ اے درویش! تُو فقط اپنی داڑھی کو سنوارنے میں مصروف ہے تو میری یادگیری کس وقت کرو گے؟

درویش نے یہ سن کر کنگھی کو نیچے پھینک دیا اور اپنی داڑھی کو ہاتھ سے نوچنا شروع کر دیا کہ اس کی وجہ سے مجھے یہ شکایت ملی ہے۔ وہاں پھر ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ اے درویش! داڑھی نوچ رہے ہو یا سنوار رہے ہو، ہماری یاد کا وقت تمھیں کس وقت میسر ہوگا؟

شعلہ: ایک دن سلطان التارکین، عارفِ ربانی، عاشقِ صادق، شیخ ابراھیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ راستے میں جا رہے تھے۔ وہ سردی کی سخت رات تھی۔ آخر سردی سے مجبور ہو کر ہارون رشید کے مہمان خانے میں گھس گئے اور حمام کی طرف آ گئے کہ کسی طرح سردی سے بچاؤ کر سکیں۔ اتفاقاً اس وقت خلیفہ خود بھی اپنا لباس تبدیل کرنے کے لیے وہاں آئے ہوئے تھے۔ جیسے ہی شاہی لباس اتارا تو نیچے پہنا ہوا زرہ پوش ظاہر ہوا جس کے سخت نشان آپ کے جسم پر واضح تھے۔ خلیفہ وہ زرہ ابراہیم ادہم کو دکھاتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ لباس بہتر ہے یا جو تم نے پہنا ہے وہ بہتر ہے۔ ابراہیم ادہم اپنے دل میں بہت پریشان ہونے لگے کہ اتنے میں غیبی آواز آئی کہ اے ہارون! تیرے اور ابراہیم کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ تم بادشاہی کرتے ہو۔ اگرچہ میری یادگیری کی خاطر بڑے مجاہدے بھی کرتے ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے لشکر کا بھی خیال رکھتے ہو اور اس وقت تمھارا مکمل دھیان اس طرف ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ تیرے اور ابراھیم کے درمیان فرق کیوں نہ ہوگا؟ ۲۱۰ یعنی کہ ابراھیم یک سو ہو کر میری یاد میں مشغول ہے جب کہ تم دو طرفہ ہو کر ہر کام کرتے ہو۔

شعلہ: روایت ہے کہ عارفِ ربانی، ازل اور ابد کے مالک کے پسندیدہ اور اپنے وقت کے بزرگ احمد خضروی بلخی رحمتہ اللہ علیہ سخت مجاہدے کرتے تھے اور ہمیشہ اپنے نفس سے جنگ کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن کوئی جماعت وہاں سے گزری جو کسی جہاد پر جا رہی تھی۔ آپ کے نفس نے غازیوں اور غزوات کی شان میں جو احادیث ہیں یاد دلانی شروع کیں تاکہ آپ بھی ان کے ساتھ شامل ہوں۔ وہاں احمد خضروی اپنے نفس کو کہنے لگے کہ یہ سب تیرا مکر ہے کیونکہ تم سے کوئی بھی اطاعت اور فرماں برداری والا کام تو ہوتا نہیں۔ ٹھیک ہے میں جنگ پر روانہ ہوتا ہوں لیکن تجھے دن کو نہ تو کچھ کھانے کے لیے دوں گا اور نہ کچھ پینے کے لیے پانی کا گھونٹ ملے گا بلکہ ساری رات بیداری میں بسر کروں گا۔ نفس نے جواب دیا کہ یہ سب قبول ہے۔ یہ سن کر بزرگ حیران ہونے لگے کہ پھر آخر جنگ سے نفس کی کیا مراد ہے؟ آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگے کہ اے اللہ! مجھے اس بدبخت نفس کے مکر سے واقف کر کہ آخر وہ مجھے کس مقصد کے لیے جنگ پر اکسا رہا ہے۔ آواز آئی کہ اپنے نفس سے پوچھ وہ ہی تمھیں جواب دے گا۔ اس پر بزرگ اپنے نفس کو مخاطب ہو کر کہنے لگے سچ بتاؤ کافروں سے جنگ کرنے سے تم کو کون سا مقصد حاصل ہوگا۔ کہنے لگا کہ تم جب بھی وہاں جاؤ گے اور ایک مرتبہ جنگ کرو گے تو میں ایک مرتبہ ذبح ہو کر ختم ہو جاؤں گا اور بار بار ذبح ہونے سے چھوٹ جاؤں گا۔ میرا دوسرا مقصد یہ ہے کہ جب تم شہید ہو جاؤ گے تو شہادت کے بعد لوگ تمھاری تعریف کریں گے کہ کیسا بزرگ تھا جو پوری عمر مجاہدوں میں بسر کر کے آخر میں شہادت کا جام پی گیا؟ اس طرح جب دوسرے لوگ تیری تعریف کرتے ہوں گے کہ وہ کارنامہ بھی تم نے سرانجام دیا تو بحیثیت نفس میں بہت خوش ہونگا۔ اُن بزرگ نے نفس کا یہ جواب سنا تو بیٹھ گئے اور جہاد کے لیے روانہ نہ ہوئے بلکہ اپنے مجاہدے میں مشغول ہو گئے۔ ۲۱۱

عبادت کے بارے میں یہ حکایت بیان کر کے حضرت کہنے لگے کہ اے طالبِ خدا نفس کے مکر کا خاص خیال کر کیونکہ وہ مرنے کے بعد غرور اور تکبر کی تدبیر کرنا چاہتا ہے۔

(نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع کردہ مترجم آغا نور محمد پٹھان کی کتاب ''بیان العارفین'' سے اقتباس)

A LEAF FROM VISITORS BOOK

NBF NATIONAL BOOK MUSEUM
(First of its kind in Pakistan)
A Place of Wisdom & Wonder

محترمہ وجیہہ قمر

(وفاقی پارلیمانی سیکرٹری، وزارتِ تعلیم)

A great experience. Visiting this hidden treasure trove, got emotional on many things, going back with a lot of prayers for NBF and may we revive the love for books in our new generations. Welldone Dr. Mazhar Sb.!

موصولہ کتب/رسائل

روزنِ دیوارِ زنداں

شاعر: ڈاکٹر مقصود جعفری
اشاعت: جولائی 2021ء
صفحات: 286
قیمت: -/500 روپے
رابطہ: سعید بک بنک، F-7 مرکز
اسلام آباد

مخزنِ کتب

مصنف: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم
اشاعت: 2 اکتوبر 2020
صفحات: 272
قیمت: -/100 روپے
رابطہ: مثال پبلشرز، رحیم سنٹر، پریس مارکیٹ
امین پورہ، فیصل آباد

طائرِ افکار

مصنف: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم
اشاعت: 25 نومبر 2020ء
صفحات: 360
قیمت: -/1000 روپے
رابطہ: مثال پبلشرز، رحیم سنٹر، پریس مارکیٹ
امین پورہ، فیصل آباد

خرامِ خامہ

(تنقیدی مضامین)

مصنف: ڈاکٹر فرحت عباس
اشاعت: 2020ء
صفحات: 160
قیمت: -/500 روپے
رابطہ: فرہاد پبلی کیشنز، کمال آباد، راولپنڈی

خندہ نواز

شاعر: ڈاکٹر بدر منیر
اشاعت: 2021ء
صفحات: 176
قیمت: -/500 روپے
رابطہ: مثال پبلشرز، رحیم سنٹر، پریس مارکیٹ
امین پورہ، فیصل آباد

جسے غم سمجھ رہے ہو (ناول)

مصنفہ: عندلیب بھٹی
اشاعت: 2018ء
صفحات: 120
قیمت: -/250 روپے
رابطہ: فکشن ہاؤس، بک اسٹریٹ
68۔ مزنگ روڈ، لاہور

دھند لکے دائرے (ناول)

مصنف: حکیم عبدالرؤف کیانی
اشاعت: 2020ء
صفحات: 160
قیمت: -/350 روپے
رابطہ: فکشن ہاؤس، بک اسٹریٹ
68۔ مزنگ روڈ، لاہور

ماہنامہ ارژنگ

مدیر: حسن عباسی
اشاعت: اگست 2021ء
صفحات: 56
قیمت: -/1000 روپے سالانہ
رابطہ: ماہنامہ ارژنگ، F-3 الفیروز سنٹر،
غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

ماہنامہ الحمراء

ایڈیٹر: شاہد علی خاں
اشاعت: اگست 2021ء
صفحات: 228
قیمت: 300 روپے
رابطہ: 24، جے بلاک ''المروت''
ماڈل ٹاؤن، لاہور

ماہنامہ احوال لاہور

ایڈیٹر: ڈاکٹر ندیم گیلانی
اشاعت: جولائی 2021ء
صفحات: 48
قیمت: اعزازی
رابطہ: ماہنامہ احوال لاہور، سی پی آر او آفس،
جناح ہال، شاہراہِ قائداعظم، لاہور

ماہنامہ نظریہ پاکستان

ایڈیٹر: شاہد رشید
اشاعت: جولائی 2021ء
صفحات: 48
قیمت: -/50 روپے
رابطہ: نظریۂ پاکستان ٹرسٹ
ایوانِ کارکنانِ تحریکِ پاکستان
100 مادرِ ملت پارک
شاہراہِ قائداعظم، لاہور

REVIEW EXERCISE 7

1. Encircle the correct answer in the following.

(i). Radii of two concentric circles are 3cm and 7cm respectively. What is the radius of the circle lying exactly at the mid of both circles?

(a) 4cm **(b)** 5cm **(c)** 6cm **(d)** 5.5cm

(ii). A secant line intersects the circle at ..... points.

(a) one **(b)** two **(c)** three **(d)** four

(iii). Which of the following polygons cannot be regular?

(a) kite **(b)** square **(c)** pentagon **(d)** hexagon

(iv). Interior angle of a regular hexagon is:

(a) 180° **(b)** 135° **(c)** 120° **(d)** 109°

About Authors:

Authors of this book grade-VIII are highly experienced in both teaching as well as writing of text books. They know very well upcoming trends, challenges and required hierarchy of mathematics. They used optimum level and efforts to provide better book to the students.

Dr Saleem Ullah: He possesses PhD (Maths) along with different professional teaching degrees. He authored many books and remained involve in the reviewed and development of curriculum. He has experience of two decades in teaching and conducted training programs

Dr Khalid Mahmood: He holds the degree of PhD (Maths) along with different professional teaching degrees. He has reviewed and written many books on mathematics. He is resource person to impart training to teachers and has a long teaching experience.

Dr Shahzad Ahmad: He is an ***educational specialist*** with more than 15 years of diversified experience in the field of ***teacher education***. Along with teaching mathematics his area of interest includes ***assessment and evaluation***, ***pedagogy***, ***curriculum development,*** ***research*** and ***data analysis***.

Words Board

Vocabulary words consisting of mathematical terms are given at the end of each unit.

I Have Learnt

Sums up the key points learnt in a unit.

I Have Learnt

- The throwing a die, tossing a coin or drawing a card from a well shuffled pack of card are experiments.
- Trial is the performance of an experiment like tossing a coin or throwing die.
- The result of a single trial in an experiment is called an outcome. The possible outcomes in throwing a die are 1, 2, 3, 4, 5, or 6.
- Sample space is the set of all possible outcomes as a result of arandom experiment. It is denoted by 'S'.
- An event is something whose probability needto be measured.
- When all the outcomes of a sample space have an equal chance of occurrence is called equally likely events.
- Two events are said to be mutually exclusive if they do not have any outcome between them.
- If Union of mutually exclusive events is the sample space itself then such events are called exhaustive events.
- Probability is a way of measuring the chance of occurrence of an event.

Review Exercise

It comprises questions that prompt students to recap the whole lesson.

Chunks

(i) Hints

Hints are present to give some guide lines for solving the problems.

Example:

Factorize $6x^2 + 19x + 10$ (when middle term and last term both are positive)

Solution: $6x^2 + 19x + 10$

$= 6x^2 + 4x + 15x + 10$

$= (6x^2 + 4x) + (15x + 10)$

$= 2x(3x + 2) + 5(3x + 2)$

$= (3x + 2)(2x + 5)$

Product = 6 x 10=60
Find two factors of 60 with sum +19 and product +60. That is +4 and +15. Write 19 as:
19 =4+15

(i) Check Points

A similar situation asked from students just after explaining the topic through examples.

Construct a regular pentagon with side 3.4cm long using method 2 explained in above example.

(i) Brain Busters

A hard situation for enhancing mental developing of students.

(i) What is the value of y in the triangle?
(ii) Find area and perimeter of triangle.

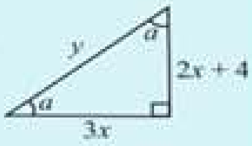

(i) Key Facts/Fun Facts

Key facts are highlighted to emphasis key **concepts** covered in the unit. Fun facts are Introduced to provide some additional interesting information about the topic.

Key Fact

An experiment which when repeated under similar conditions may not yield the same outcome each time is called random experiment.

Fun Fact

If two chords of a circle intersect each other, then the product of lengths of segments of one chord is equal to the product of lengths of segments of the other chord. In the figure:
$PA \times PB = PC \times PD$

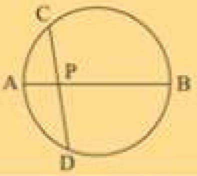

Unit Opener

A full-page picture with intriguing question is given at the beginning of a unit to bridge the prior knowledge of the student with the upcoming new concepts.

Architects mostly design the buildings based on the geometrical shapes. The buildings so designed have a beautiful look. Such buildings have special attraction for the people who have mathematical mind because they know the geometrical properties used in the construction of these buildings. Do you know some properties used in constructing the buildings?

Topic Opener

Look at the colored sheet.

Count and write how many numbers of time a box of particular color exists.

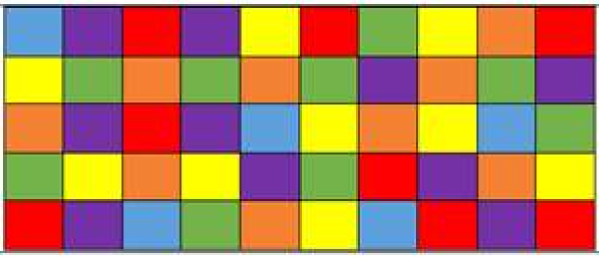

Color	No of Boxes
Red	
Yellow	
Green	
Chocolate	
Purple	
Blue	
Total	

(i) Write the total number of observations.

(ii) Write the frequency of each color.

Such information in the form of numerical figures is called data.

Teaching Points

A collection of numerical facts about objects or events is called data.

Teaching Point Ask the students to search the internet and find activities related to informal proof of Pythagoras Theorem.

Main Features of "Textbook on Mathematics Grade-VIII"

- An enhanced focus on applied mathematics for understanding real-life situations
- Emphasis on cooperative learning with focus on critical, logical and analytical thinking
- Integration of ICT to provide opportunities for pupils to explore mathematical ideas
- Alignment of Students' Learning Outcomes (SLOs) of grade-VIII with Trends in International Mathematics and Science Study (TIMSS)
- Addition of topics like 'financial arithmetic, 'data handling', and 'probability'
- Induction of CPA approach, necessary for pupils to develop understanding of a concept

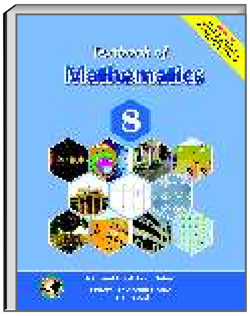

Concrete-Pictorial-Abstract (CPA) Approach

What we have new for the Teachers?

1. Attractive title page
2. Student's Learning Outcomes (SLOs)
3. Unit openers and topic openers
4. Teaching points
5. Chunks (Key facts, Fun facts, Hints, Check points, Brain Busters etc.)
6. Word Board (vocabulary words)
7. I have learnt
8. Review exercise

Title Page

Title page of the book reflects theme (summary) of the whole book.

Learning Outcomes

SLOs are clearly highlighted at the beginning of each unit.

Learning Outcomes

In this unit, you will be able to:

- Demonstrate decimal fractions as
  - terminating,
  - non-terminating and recurring
  - non-terminating and non-recurring.
- Recognize irrational numbers.
- Differentiate rational and irrational numbers.
- Recognize real numbers.
- Demonstrate the following properties of real numbers with respect to addition and multiplication
  - closure
  - associative
  - existence of identity
  - existence of inverses
  - commutativity
- Distributive property of multiplication over substraction and addition

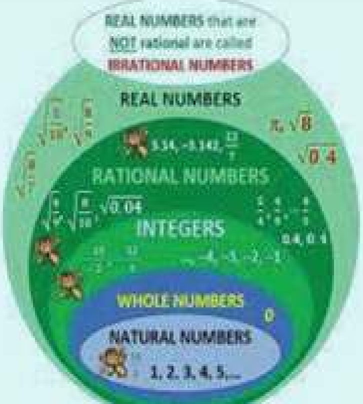

Textbook OF English for Grade 8

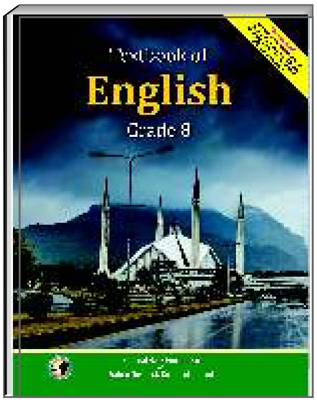

Ruhi Zaka Malik
(Author)

Sadia Malik
(Author)

Zakia kiani
(Author)

Grade 8 English textbook has been developed according to the standards, benchmarks and student learning outcomes of the revised English Curriculum, 2017.

In Grade 8 English textbook, language is contextualized. It is used for various purposes, such as arguing, persuading, complaining, negotiating, or informing. As language is functional, dialogues, roleplay, discussion and any other content in the textbook present language in use. Language is a social practice. Therefore, genres or registers have been taken into account while designing dialogues, activities, and any other context. Second language learners must learn not only "what to say" but "how to say it appropriately". Realistic language provides students with a concept of how language is used in different social situations. This textbook offers students ample opportunities to experience authentic language use through all four language skills. Through meaningful learning in context, students will have better opportunities to sharpen their communicative competences: grammatical competence (enables speakers to speak accurately), discourse competence (enables speakers to speak clearly), sociolinguistic competence (enables speakers to speak appropriately), and strategic competence (enables speakers to prevent communication failures).

The book has been developed in an innovative manner with student-centered activities. The book is multidimensional and incorporates all components of language; pronunciation, vocabulary, and grammar. Mastering these three language elements will help students develop their speaking proficiency. With a solid foundation of the English language, students will be better able to express themselves. This textbook offers opportunities to practice pronunciation, vocabulary, and grammar in both practice activities and assessment exercises. Assessment includes pre, while, post reading questions, comprehension exercises including high-ordered thinking questions, language games and quizzes, discussions, role play and other task-based activities.

The contents of the textbook is age appropriate, compatible with the maturity and interests of the students. Suitable topics for secondary grade students are included such as ethics, internet safety, career counselling, healthy life styles, environmental education, science, technology, travel and adventure. A variety of text forms have been used including stories, poems, dialogues, brochures, narrative pieces, biographies, etc. With different forms of texts, students will gain a better understanding of how language is used in a variety of social situations .While formulating this textbook our social, religious and cultural aspects have been kept in mind. Understanding culture in the target language equips students with an awareness of social appropriateness.

الائیڈ فاؤنڈیشن کی ٹیم کا این بی ایف کی بک شاپ کا دورہ، اس موقع پر ایم ڈی ڈاکٹر راجہ مظہر حمید
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی کتب کے بارے میں بریفنگ دے رہے ہیں

الائیڈ فاؤنڈیشن کے وفد نے محترمہ صباء عباسی کی سربراہی میں این بی ایف کا دورہ کیا۔ مینیجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر راجہ مظہر حمید نے وفد کو نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع کردہ بچوں کی کتابیں عطیہ کیں، اس موقع پر الائیڈ فاؤنڈیشن اور این بی ایف کے عہدیداروں کا گروپ فوٹو

نیشنل بک فاؤنڈیشن (وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت) حکومتِ پاکستان

وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت
حکومتِ پاکستان

نیشنل بک فاؤنڈیشن
اسلام آباد

شہرِ کتاب

(اسلام آباد)

این بی ایف ریڈنگ رُوم
NBF READING ROOM

این بی ایف کتاب کیفے
NBF KITAB CAFÉ

50 فیصد تک رعایت پر پسندیدہ موضوع کی معیاری و مفید کتب خریدنے کا منفرد مرکز

نیشنل بُک فاؤنڈیشن کے زیرِاہتمام فروغِ مطالعہ و کتب بینی کے لیے اسلام آباد کے ایف سیون مرکز (جناح سپر مارکیٹ) میں ۲۸ مختلف نامور پبلشرز کی بک شاپس پر مشتمل ''شہرِ کتاب'' شائقینِ کتب، فیملیز اور طلبہ و طالبات کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ این بی ایف کا یہ ''شہرِ کتاب'' نیشنل لائبریری اینڈ ریسورس سنٹر بلڈنگ سے متصل ہے جہاں الگ سے ''این بی ایف ریڈنگ روم'' اور ''کتاب کیفے'' بھی موجود ہے۔ ''ریڈنگ روم'' کو جدید خطوط پر مکمل علمی ماحول کے ساتھ ڈیزائن کیا گیا ہے جبکہ ''کتاب کیفے'' بھی اپنی نوعیت کا پُرکشش اور منفرد کیفے ہے جہاں کتابیں خریدنے کے لیے آنے والی فیملیز اور شائقین کے علاوہ دانش ور، ادیب، شاعر اور مصنفین بیٹھ کر علمی و ادبی ماحول میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ اس ''شہرِ کتاب'' میں شائقینِ کتب کے لیے کتابیں، اسٹیشنری، نصابی کتب اور اولڈ بکس پچاس فیصد رعایت تک دستیاب ہیں۔